جلد ۹ | ۲۶ ہجرت ۱۳۳۹ھش ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ ۲۶ مئی سنہ ۱۹۶۰ء | نمبر ۲۱

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۴ مئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ربوہ سے کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ البتہ اخبار الفضل میں ۱۹/۵ کی شائع شدہ رپورٹ مظہر ہے کہ:-

"کل دن بھر حضور اقدس کو کچھ اعصابی ضعف رہا۔ رات نیند آ گئی صبح سے عام کمزوری کی شکایت ہے۔"

احباب جماعت خاص توجہ التزام اور درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور اقدس کو شفاء کامل و عاجل عطا فرمائے اور صحت و عافیت کی لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین۔ آمین اللہم آمین۔

قادیان ۱۱ مئی۔ آج بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان ایک تربیتی جلسہ ہوا۔ جس میں صدر جلسہ کے علاوہ محترم حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت اور مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری نے درویشان سے خطاب کیا۔ اور بعض اصلاحی امور کی طرف توجہ دلائی۔

قادیان ۲۴ مئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال ان دنوں علاقہ جندبی تشریف فرما ہیں۔

تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے

میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے

فرمودہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات سے ۲½ سال قبل رسالہ "الوصیت" میں تحریر فرمایا:-

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے۔ اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے۔ کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے۔ کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے۔ اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں۔ اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو ۔ ۔ ۔ ۔ تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔" (رسالہ الوصیت صفحہ ۶ تا ۹)

خلافت احمدیہ

از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

حضرت نبی کریمؐ کا جب ہو گیا وصال — اجماع سب صحابہ کا اس بات پر ہوا
سب انبیاء فوت ہیں یعنی مسیح بھی — باقی نہ اُن سے کوئی بھی زندہ یہاں رہا
ایسا ہی جب بروز محمد رسولِ پاک — یعنی مسیح و مہدی اسلام میرزا
اللہ کے حضور بلائے گئے تو ہم — چھبیس مئی کو رہ گئے محروم پیشوا
اصحاب جو مہاجر و انصار تھے یہاں — ان سب کے اجتماع سے ہوتی رہی دعا
یارب نزولِ قدرتِ ثانی شتاب ہو — جلوہ تو اپنی رحمتِ خاصہ کا کر دکھا
آخر باتفاق سنائی گئی یہ بات — اک ہاتھ پر ہوں جمع یہ مہدی کے پارسا
قائم نظام سلسلہ یوں ہو کہ سب کے سب — بیعت حضور نور کی ہو جب ہیں مرحبا
جو سب سے اعلم اور ہے اتقیٰ تمام میں — وہ جانشین خلیفہ برحق ہو آپ کا
ہر حکم اُس کا ایسے ہو جیسے مسیح کا — صدر انجمن کے ممبروں نے صاد کر دیا
اجماع سب سے پہلے اکابر کا ہے یہی — یہ عہد نعش مبارک اقدس پہ ہو گیا
قائم ہیں ہم ابھی یہ نہیں کرتے نقضِ عہد — تا فاسقوں میں نام نہ ہو مومنین کا
قرآن سے حدیث سے وصیت سے بھی یہ امر — ثابت ہے اسلئے یہی ایمان ہے میرا

بالخیر خاتمہ کی دعا روز و شب کروں
آمین کہو میرے محبانِ باصفا

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے رفاہ آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۶۰ء

خلافت اسلامی کا احیاء

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لاہور میں وصال ہوا۔ اسی روز حضورؑ کا جنازہ قادیان پہنچایا گیا۔ اور اگلے روز مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو قادیان میں جماعت احمدیہ کی حاضر الوقت تمام ممبران نے متفقہ طور پر حضرت حاجی الحرمین مولانا حکیم نورالدین صاحب کو حضورؑ کا جانشین اور خلیفہ تسلیم کر کے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس میں کسی نے اختلاف کیا نہ انکار۔ حتیٰ کہ وہ لوگ جو بعد میں سرے سے خلافت ہی کے منکر ہو گئے۔ خود ان کے ایک سرکردہ ممبر جناب خواجہ کمال الدین صاحب کی طرف سے (جو اُن دنوں صدر انجمن احمدیہ کے سیکرٹری تھے) بیرونجات کی تمام احمدی جماعتوں کو بھی اطلاع دیتے ہوئے انہیں بھی حضرت ممدوح کی بیعت کر لینے کی تحریک کی۔ اس اطلاع کے ابتدائی فقرات ملاحظہ ہوں:۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ وصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقربا حضرت مسیح موعود بہ اجازت حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔"

(الحکم ۲۸ مئی و بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

مگر افسوس کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات پر جب دوسرے خلیفہ کے انتخاب کا وقت آیا تو بعض لوگ اپنی پہلی بات پر قائم نہ رہ سکے۔ بایں ہمہ خدا تعالیٰ نے اپنے سلسلہ کی تائید کی اور جماعت کی اکثریت نے حضرت محمود ایدہ الودود کو خلیفۃ المسیح الثانی کے طور پر منتخب کیا۔ اور اس طرح سلسلہ احمدیہ میں خلافت کا بابرکت نظام جس کی بنیاد خلافت اولیٰ سے پڑ چکی تھی جاری رہا اور آج اس پر ۵۲ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اس عرصہ میں جماعت احمدیہ نے خلافت کے بابرکت جھنڈے تلے جس رنگ میں غیر معمولی ترقی کی اور جس طور پر اسلام کی نمایاں خدمت سرانجام دی یہ چیز احمدیت کی تاریخ کا ایک کھلا ہوا روشن باب ہے۔ اور مقدس بنیادوں پر ایک عالمگیر پروگرام کے تحت جس رنگ میں اسلام کی دعوت اور اس کے زندگی بخش پیغام کو پہنچانے کی مہم اس غریب جماعت نے ساری دنیا میں جاری کر رکھی ہے وہ ایک ظاہر و باہر امر ہے۔

اس عرصہ میں دنیا نے ایک دوسری "نام" کی خلافت کو ختم ہوتے دیکھا بلکہ اس کو قائم و برقرار رکھنے کے لئے بڑی کوششیں کی گئیں اور اس کے لئے نامور اور قابل ہستیاں میدان عمل میں آئیں مگر باوجود ہر چند کوشش و سعی کے اس میں کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ اور کمال اتاترک کے ذریعہ خلافت ترکیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ اگرچہ اس طور پر خلافت کا مٹ جانا ایک بڑا المیہ تھا۔ مگر بموجب ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ اند
زیر آں گنج کرم بنہادہ اند

درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو ایک واضح اشارہ دیا گیا تھا کہ گو اسلام کے احیاء اور اس کی نشأۃ ثانیہ کے لئے خلافت کے وجود کی اشد ضرورت ہے۔ لیکن جس "نام" کی "خلافت ترکیہ" سے تمام عالم اسلام امید لگائے بیٹھا ہے، وہ درست نہیں۔ کیونکہ آیت استخلاف سے یہ امر عیاں ہوتا ہے کہ قیام خلافت کا کام خدا تعالیٰ کے خاص حکم اور اس کی تائید ہی سے عمل میں آتا ہے۔ اور ترکی خلافت جیسے اس انجام سے خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے یہ بات واضح کر دی کہ یہ نام کی خلافت اُس عظیم مقصد کو پورا نہیں کر رہی جس کی عصر حاضر میں اسلام کو ضرورت ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ خلافت ہی وہ نقطہ مرکزی ہے جو روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو متحد کرتا ہے۔ اور عالم اسلامی کے اتحاد کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اسی مقدس جھنڈے تلے اسلام کو وہ قوت و سطوت حاصل ہو سکتی ہے جس کے سامنے دنیا کی کوئی دوسری طاقت ٹھہر نہیں سکتی ہر چند کہ خلافت ترکیہ قرآن کریم میں بیان کردہ خلافت حقہ اسلامیہ کے اعلیٰ منصب سے مختلف تھی۔ لیکن چونکہ دنیا نے عہد ماضی میں اس بابرکت نظام کے ذریعہ ایک غیر معمولی انقلاب بپا ہوتے دیکھا تھا اور اس کے سامنے بڑی بڑی طاقتوں کو ریت کے تودے کی طرح گرتے مشاہدہ کیا تھا اسلئے اس کے مٹ جانے سے مغرب نے ایک گونہ اطمینان کا سانس لیا۔ اور حال ہی میں جب ترکی میں اسلام کی طرف پھر توجہ مبذول ہونے کے آثار کسی قدر نمایاں نظر آنے لگے تو مغربی اقوام نے اسے خلافت اسلامی کے احیاء پر محمول کرتے ہوئے خاص طور پر محسوس کیا۔ چنانچہ اس بارہ میں سب سے پہلے لنڈن کے مشہور اخبار "لنڈن ٹائمز" نے ترکی میں دوبارہ مذہب کی طرف رجوع کی تفصیلات دینے کے ساتھ ایک گونہ تشویش کا اظہار کیا کہ کمال اتاترک نے خلافت کو ختم کیا تھا اور اب اسی ملک کے اسلام کی طرف رجوع سے مبادا خلافت کا احیاء نہ ہو جائے!! اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نظام خلافت کا کس قدر رعب مغربی اقوام پر ہے۔ اور یہ ہے بھی ایک واضح حقیقت کہ نظام خلافت ہی اسلام کو غرب پر برتری بخش سکتا ہے۔ مغرب ہمیشہ اسلام اور اسلامی ممالک کو سیاسی نقطۂ نگاہ سے دیکھتا رہا۔ اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ اُسے عالم اسلامی کا اتحاد خار بن کر کھٹکتا رہا ہے۔ لیکن جہاں تک اسلام کی ترقی اور تنزل اور اس کے بعد اس کی نشأۃ ثانیہ کا تعلق ہے۔ وہ سیاسیات سے کہیں زیادہ خالص روحانی قدروں سے متعلق ہے۔ اور اس کی حدود کا ایک ظاہر بین کی نگاہوں سے اوجھل رہنا چنداں تعجب انگیز نہیں۔

اسلام سیاسی جوڑ توڑ کا نام نہیں اور نہ ہی اسلام کا احیاء ایسی چالوں کا محتاج ہے۔ اسلام ایک اکمل و اعلیٰ ضابطۂ حیات رکھتا ہے جس میں نوع انسان کی ہر ضرورت کو پورا کیا گیا ہے۔ بایں ہمہ اس کا براہ راست تعلق ایک زندہ ہستی سے ہے۔ جس نے اس کی تائید و سربلندی کے لئے غیب سے سامان کرنے کی ذمہ داری خود اپنے اوپر لے رکھی ہے۔ اسلام وہ شجرہ طیبہ ہے جو خدا تعالیٰ کے اپنے ہاتھ سے لگایا گیا۔ اب اس کی پژمردگی اور خزاں کے بعد اس کی از سر نو تروتازگی کے سامان بھی اُس کے ہاتھ سے ہوں گے اور اس نتیجہ پر جس پہ بیٹھے دشمن بھی ہو گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ جس وقت مغرب اس بات پر خوش ہو رہا تھا کہ اُس نے خلافت اسلامی کو گویا روئے زمین سے مٹا دیا ہے۔ اس سے ایک عرصہ پہلے خدا تعالیٰ کا مخفی ہاتھ ہندوستان کی سرزمین میں اس عظیم الشان عمارت کا بنیادی پتھر رکھ چکا تھا جس طرح ایک زمانہ پہلے خدا تعالیٰ نے اپنی کمال ربانی (باقی صفحہ [illegible] پر)

عید الاضحیہ کے موقعہ پر

قادیان میں قربانی دینے کا انتظام

حسب دستور سابق اس سال بھی بیرونجات کے احباب کے لئے اس بات کا انتظام کیا گیا ہے کہ اُن کی خواہش کے مطابق قادیان کی مبارک بستی میں عید کے موقعہ پر انکی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کیا جائے۔ ایسے احباب جلد جلد امیر مقامی کے نام اپنی قربانی کے جانور کی قیمت جس کا [illegible] روپے کے قریب اندازہ کیا گیا ہے بھیج دیں تاکہ اُن کی طرف سے بروقت قربانی کا انتظام کیا جا سکے۔

عید کے موقعہ پر قادیان میں دی گئی قربانی جہاں آپ کی قلبی مسرت کا موجب ہو گی وہاں اس سے قادیان کے درویش بھی فائدہ اُٹھا سکیں گے۔ کیونکہ ان میں سے اکثر دوست حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے خود قربانی دینے کی استطاعت نہیں رکھتے اور بیرونجات کے احباب کی طرف سے جو جانور اس جگہ ذبح کیا جائے گا۔ درویشان کرام بھی اس کے گوشت سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ پس احباب کو اس طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

خاکسار عبدالرحمٰن امیر مقامی قادیان۔

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کا مقصد دنیا میں توحید حقیقی کا قیام ہے

توحید محض زبانی اقرار کا نام نہیں ہے۔ تمہارا ہر فعل اور ہر عمل توحید الٰہی کا مظہر ہونا چاہیئے

اپنا عملی نمونہ ایسا بناؤ کہ دوسروں کے قلوب خود بخود تمہاری طرف کھچے چلے آئیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۹ را اپریل ۱۹۵۸ء بمقام لاہور

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
دنیا میں ہر عقلمند انسان اپنے کاموں کا

کوئی نہ کوئی مقصد

قرار دیتا ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولکل وجھۃ ھو مولیھا ہر انسان کا کوئی نہ کوئی مقصود ہوتا ہے جس کی طرف وہ توجہ کرتا ہے۔ کوئی انسان دنیا کے پیچھے پڑا ہوتا ہے۔ کوئی اپنے پیشہ کی ترقی کے پیچھے پڑا ہوتا ہے کوئی مال اور اولاد کی زیادہ جستجو میں ہوتا ہے۔ کوئی

حکومت کے پیچھے پڑتا ہے

کوئی دنیا کی خدمت میں لگا ہوتا ہے۔ غرض جو بھی انسان کہلانے کا مستحق ہے اس کے سامنے کوئی نہ کوئی مقصد ایسا ضرور ہوتا ہے جس کی طرف رات دن اس کا خیال لگا رہتا ہے۔ پھر

یہ کیونکر ممکن ہے

کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو انبیاء دنیا میں آئیں۔ وہ کوئی مدعا لے کر نہ آئیں۔ یہ مدعا جو انبیاء لے کر آتے ہیں وہ نمایاں صورت میں توحید الٰہی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں جتنی خرابیاں اور تباہیاں آتی ہیں۔ وہ توحید کے نہ سمجھنے اور اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے آتی ہیں۔ گویا تمام سستیوں اور غفلتوں اور تمام جرموں کی جڑ شرک ہے۔ منہ سے بے شک لوگ خدا تعالیٰ کو ایک کہتے ہیں۔ مگر منہ سے کہنے اور عمل کرنے میں بڑا فرق ہے اجمالی ایمان کے لحاظ سے اس وقت بھی دنیا میں توحید کے ماننے والوں کی کثرت ہے مگر تفصیلی ایمان کے لحاظ سے اس وقت دنیا میں توحید بہت کم ہے عیسائی بڑے زور سے یہ دعوے کرتے ہیں کہ وہ توحید کے قائل ہیں بلکہ میں نے بعض عیسائی مصنفین کی کتابیں پڑھی ہیں جن میں وہ

مسلمانوں پر اعتراض

کرتے ہیں کہ ان کے اندر توحید نہیں اور اصل اور سچی توحید ان کے اندر ہی پائی جاتی ہے۔ ہندوؤں میں سے آریہ سماجی تو علی الاعلان اس بات کا اظہار اپنی کتابوں میں کرتے ہیں۔ کہ توحید کے صحیح حامل وہی ہیں اور دوسروں پر اعتراض کرتے ہیں کہ ان کے اندر توحید نہیں تو جو لوگ بظاہر مشرک نظر آتے ہیں اگر ان کے محققین کی کتابیں دیکھی جائیں تو وہ بھی توحید کے قائل نظر آتے ہیں۔ بتوں کی پوجا کرنے والے کہتے ہیں کہ ہم بے شک بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ مگر اس لئے نہیں کہ ہم ان کو خدا تعالیٰ کا شریک سمجھتے ہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ قائم رکھنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ مکہ کے مشرک جو سر سے لے کر پیر تک شرک میں ڈوبے ہوئے تھے۔ قرآن کریم بتاتا ہے کہ جب ان پر یہ اعتراض کیا جاتا کہ تم مشرک ہو تو وہ جواب دیتے کہ ہم مشرک نہیں ہم تو ان بتوں کی پوجا اس لئے کرتے ہیں۔ کہ لیقربونا الی اللہ زلفیٰ تاکہ یہ ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب کر دیں۔ تو منہ کی توحید دنیا میں اکثر پائی جاتی ہے۔ مگر باوجود اس کے قرآن کریم توحید پر زور دیتا اور قوموں پر

شرک کا الزام

لگاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس توحید کو قرآن کریم پیش کرتا ہے وہ صرف زبانی اقرار کا نام نہیں۔ اگر یہی توحید ہوتی تو چاہیئے تھا کہ جب مشرک کہتے ہیں ہم بتوں کو خدا نہیں مانتے بلکہ ان کی پرستش اس وجہ سے کرتے ہیں کہ لیقربونا الی اللہ زلفیٰ تو پھر قرآن کریم ان پر شرک کا الزام لگانا چھوڑ دیتا مگر ایسا نہیں قرآن کریم ان کو بدستور مشرک قرار دیتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ

قرآن کریم

نے ان کے جواب کو صحیح نہیں قرار دیا اور باوجود ان کے ادعا کے ان کو مشرک قرار دیا ہے۔ پھر باوجود اس کے کہ عیسائی توحید کا دعوے کرتے ہیں۔ قرآن کریم ان پر شرک کا الزام لگاتا ہے ان کے علاوہ یہود ہیں جو قطعی طور پر بت پرستی کے خلاف تھے۔ بلکہ بت پرستی کے خلاف ان کے اندر اس قدر جذبہ پایا جاتا ہے۔ کہ جس طرح مسلمان

بتوں سے سلوک

کرتے ہیں اس سے بہت زیادہ یہودی کرتے ہیں۔ مسلمانوں میں تو اس امر کو جائز نہیں سمجھا جاتا۔ کہ کسی کے بت خانہ کو گرا دیا جائے۔ اور اگر اسلامی حکومت ہو تو از روئے شریعت اسے اجازت نہیں کہ کسی قوم کے معبد کو خواہ وہ بت خانہ ہی کیوں نہ ہو۔ توڑ دے سوائے اس کے کہ وہ معبد اپنا ہو۔ جیسے مکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جو بڑے پکے موحد تھے بنایا ہوا تھا۔ اور ان کے علاوہ بعض دوسرے انبیاء کا بھی اس میں دخل تھا۔ اس لئے اسے شرک سے پاک کرنا جائز تھا۔ گویا توحید کے معبد کو اگر بت خانہ میں تبدیل کیا گیا ہو۔ تو دوبارہ اسے شرک سے پاک کرنے کی اجازت ہے ورنہ نہیں۔ لیکن

یہود کے عقائد

کے رُو سے بت خانوں کا جلا دینا اور مٹا دینا ضروری ہے۔ اور ایسا نہ کرنے والوں کا ان کے نزدیک مواخذہ ہوگا یہود کے مذہب پر تین ہزار سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے۔ مگر یورپ میں رہنے کے باوجود آج تک ان کے اندر شرک نہیں آیا۔ وہ توحید کے ظاہری مفہوم کے لحاظ سے ایسے ہی سخت ہیں۔ جیسے اہلحدیث سمجھے جاتے ہیں۔ مگر قرآن کریم ان کو بھی مشرک قرار دیتا ہے۔ حالانکہ ظاہری توحید کے لحاظ سے وہ مسلمانوں سے کسی صورت میں کم نہیں۔ وہ حضرت موسیٰؑ اور نہ کسی اور کا کوئی بت بناتے ہیں۔ ان کے معابد بتوں سے ایسے ہی خالی ہوتے ہیں جیسے مساجد۔ مگر باوجود اس کے قرآن کریم ان کو مشرک قرار دیتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ قرآن کریم توحید کا جو مفہوم لیتا ہے۔ وہ وہ نہیں۔ جو عام طور پر دنیا میں سمجھا جاتا ہے۔ دنیا میں

شرک کے معنے

یہ لئے جاتے ہیں۔ کہ بتوں کی پرستش کی جائے۔ انسانوں کی طرف وہ باتیں منسوب کی جائیں۔ جو خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتی ہیں اس میں شبہ نہیں کہ یہود کا ایک قلیل طبقہ ایسا تھا جو عزیرؑ کو ابن اللہ سمجھتا تھا۔ مگر وہ ایسا چھوٹا فرقہ تھا۔ کہ اسے ساری قوم کی طرف منسوب ہی نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے مسلمانوں میں بھی فقراء کے بعض ایسے گروہ ہیں جو قبروں کی پوجا کرتے ہیں مگر ان کی تعداد چند سو یا چند ہزار سے زیادہ نہ ہوگی۔ اور وہ اس قدر قلیل تعداد میں ہیں۔ کہ ان کی باتیں مسلمانوں کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتیں۔ اسی طرح یہود میں بھی نہایت محدود طبقہ ایسا تھا۔ جو عزیرؑ کو ابن اللہ کہتا تھا۔ لیکن وہ مٹ گیا۔ اور اس زمانہ میں ایسے لوگ یہود میں بالکل نہیں ہیں اس لئے یہود قرآن کریم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس نے یہ غلط بات یہودیوں کی طرف منسوب کی ہے۔ اسی طرح عیسائی بھی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کون یہودی عزیر کو ابن اللہ کہتا ہے۔ حالانکہ

حقیقت یہ ہے

کہ ایک چھوٹا سا مددقی فرقہ تھا۔ جو اس عقیدہ کا قائل تھا۔ مگر اب یہ فرقہ دنیا سے مٹ چکا ہے۔ اور آج یہودیوں میں ایسا عقیدہ رکھنے والا کوئی شخص نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد شاید پہلی یا دوسری صدی تک یہ لوگ رہے۔ اور مٹ گئے۔ اسی طرح آج عیسائیوں کا کوئی فرقہ ایسا نہیں جو حضرت مریمؑ کو خدا کہے۔ اور اس پر بھی عیسائی اعتراض کرتے ہیں۔ کہ قرآن نے جو بات کہی ہے یہ غلط ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ بھی کوئی چھوٹا سا فرقہ تھا جو اب مٹ چکا ہے۔ عیسائیوں کو ہم یوں بھی مجرم کرتے ہیں کہ گرجاؤں میں حضرت مسیح کی والدہ کی تصویر بھی لگائی جاتی ہے اور اس سے بھی وہ دعائیں کرتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں۔ کہ یہی شرک ہے۔ لیکن

اصل بات یہی ہے

کہ ابتدائی زمانہ میں ایسے چھوٹے چھوٹے

کتنے ہی سنتے جواب مٹ چکے ہیں۔ تو میں بیان کر رہا تھا کہ جو لوگ بظاہر توحید پرست ہیں قرآن کریم نے ان کو بھی مشرک قرار دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے نزدیک توحید کا جو مفہوم ہے وہ اس سے مختلف ہے۔ جو عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً ہم یہود کو ہی لیتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا کہ وہ مشرک ہیں تو ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ قرآن کریم نے ان کو کن معنوں میں مشرک قرار دیا ہے۔ اس غرض کے لئے جب ہم قرآن کریم پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم یہ نہیں کہتا کہ یہ لوگ بت بناتے یا اُن کی پوجا کرتے ہیں بلکہ فرماتا ہے کہ ان کے اندر یہ شرک ہے۔ کہ اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ جو کچھ بھی ان کے علماء کہتے ہیں۔ اسی کو مان لیتے ہیں۔ یہ لوگ ایک انسان کی بات پر اتنا بھروسہ رکھتے ہیں کہ ان کے نزدیک وہ بالکل صحیح ہو جاتی ہے۔ اور اس کے مقابل پر الہام کو بھی رد کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح الہام کا دروازہ بند کرتے ہیں۔ ان کے اندر یہ احساس راسخ ہو چکا ہے کہ ان کے علماء جو بات کہیں وہی درست ہے ان کو وحی الٰہی اور کسی تعلیم کی ضرورت نہیں۔ اور جو یہ خیال کر لے۔ کہ ہمیں

خدائی ہدایت کی احتیاج

نہیں۔ اس کے اندر شرک پیدا ہونا لازمی ہے۔ شرک کی یہ تعریف جو قرآن کریم نے یہودیوں کے متعلق کی ہے۔ آج مسلمانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو بات ہمارے علماء کہتے ہیں وہی ٹھیک ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیں کسی ہدایت کی ضرورت نہیں۔ اسی چیز کا نام قرآن کریم میں یہود کے بارہ میں شرک رکھا گیا ہے۔ جو قوم یہ خیال کر لیتی ہے کہ ہم اپنی ہدایت کا سامان خود کر سکتے ہیں۔ اور ہمارے علماء ہمیں غلط راستے سے بچانے کے لئے کافی ہیں۔ اس کا یہ خیال ارباباً من دون اللہ قرار دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ حق اپنے لئے رکھا ہے کہ جب کوئی خرابی بندوں میں پیدا ہو۔ وہ ان کی ہدایت کا انتظام کرے۔ پس جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ ہدایت کا کام بندے کر سکتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی جو کتاب ہم میں موجود ہے۔ اس سے ہمارے لئے ہدایت کا رستہ تلاش کر کے ہمیں بتا سکتے ہیں۔ وہ شرک کرتا ہے۔ اب بتاؤ کیا کوئی قوم دنیا میں ایسی ہے جو توحید کا یہ مفہوم سمجھتی ہو۔ کہ خدا تعالیٰ کو ہادی سمجھا جائے اور اسی کی طرف سے ہر وقت ہدایت کے دروازہ کو کھلا سمجھا جائے۔

یہ وہ توحید ہے

جسے قائم کرنے کے لئے انبیاء دنیا میں آتے ہیں۔ جب کسی قوم میں یہ خرابی پیدا ہو جائے کہ وہ اپنی ہدایت کے لئے الہام الٰہی سے اپنے آپ کو مستغنی سمجھنے لگ جائے تو اپنی ذات میں اس بات کے لئے کافی ہوتا ہے کہ نبی آ جائے جب بندے یہ کہیں کہ ہمارے لئے پہلے سے نازل شدہ کلام ہی کافی ہے اور ہم اپنے زور سے اس میں سے ہدایت نکالیں گے تو اس غلطی کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف سے کسی بندے کو بھیج کر یہ بتا دے کہ تمہارا یہ خیال غلط ہے۔ یہی عقیدہ انسان کو مشرک بنا دینے کے لئے کافی ہے۔ جب کسی قوم میں یہ عقیدہ پیدا ہو جائے تو وہ خدا تعالیٰ کی محبت سے محروم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے جو کچھ دینا تھا دے دیا۔ اب اس کی طرف سے مجھے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا اسے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ توجہ تو وہی کرے گا۔ جو یہ سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام موجود ہونے کے باوجود مجھے اس کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ جب کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جائے کہ ہدایت کے لئے میں اللہ تعالیٰ کا محتاج نہیں ہوں۔ تو اس کے دل سے محبت الٰہی بھی مٹ جائے گی اور اس کی توجہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہٹ جائے گی۔ اور یہی اس کی روحانی موت کا دن ہو گی۔ جب یہ خیال ہو جائے کہ ہمارے علماء کافی ہیں۔ قرآن کریم عربی زبان میں ہے اور اس کے معنے ہم بتا سکتے ہیں تو

اس کے یہ معنے ہوں گے

کہ اب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیں کسی خاص ہدایت کی حاجت نہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہی کیا رہ جاتی ہے۔ جب بچہ روٹی کھانے لگ جائے۔ تو پھر ماں کی چھاتیوں کی طرف اس کی توجہ نہیں رہتی۔ لیکن جب تک وہ دودھ پیتا ہے اس وقت تک ہر وقت وہ ماں کی گود میں رہتا ہے۔ اسی طرح جب تک کوئی بندہ یہ محسوس کرے کہ مجھے روحانی غذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اور ملتی رہے گی۔ اس وقت تک [illegible] کوشش کرے گا کہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکے۔ مگر جب اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے جو کچھ ملنا تھا مل چکا۔ اور کچھ نہیں مل سکتا۔ تو پھر وہ خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ نہیں ہو گا بلکہ اس چیز کے ارد گرد چکر لگاتا رہے گا۔

اس نکتہ کو سمجھتے ہوئے ہماری جماعت کو دو باتوں کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک تو یہ کہ دنیا جب اس قدر خطرناک طور پر شرک کی بلاؤں میں مبتلا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ

خدا تعالیٰ کی حکومت

سے دنیا باہر ہو رہی ہے۔ ہمارے دائیں بائیں اور آگے پیچھے خدا تعالیٰ کو ماننے اور اس سے محبت کا دعویٰ کرنے والے اس کی حکومت سے باہر اور اس سے بغاوت کر رہے ہیں۔ تو ہمارے اندر کس قدر گھبراہٹ پیدا ہونی چاہیئے۔ کوئی ملک جس میں بغاوت پیدا ہو چکی ہو۔ اس اطمینان سے نہیں بیٹھ سکتا۔ جس اطمینان سے ہماری جماعت کے لوگ بیٹھے ہیں۔ فرض کرو انگلستان میں بغاوت ہو جائے یا کسی اور ملک مثلاً جرمنی اٹلی یا فرانس میں بغاوت ہو جائے تو کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ حکومت کے سپاہی اس اطمینان سے بیٹھے رہیں گے۔ جس اطمینان سے ہم بیٹھے ہیں یا وہ رات دن لڑائی اور مقابلہ کے لئے تیاری کریں گے۔ شرک بھی ایک روحانی بغاوت ہے۔ اسی لئے جو لوگ سمجھتے ہیں کہ اس کے نتیجہ میں دنیا سے روحانی بادشاہت مٹ جائے گی انہیں دن رات یہ گھبراہٹ ہونی چاہیئے۔ اور چین نہیں لینا چاہیئے۔ جب تک اس بغاوت کو فرو نہ کر لیں۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی طرف جو الفاظ منسوب کئے گئے ہیں بے شک ان الفاظ پر ہم اعتراض کرتے ہیں۔ مگر

حقیقت یہ ہے

کہ ان کی یہ دعا کہ "اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے۔ تیرا نام پاک مانا جائے تیری بادشاہت آئے۔ تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو۔ (متی باب ۱۲ آیت ۹-۱۰) بالکل صحیح ہے اور اس کے معنے یہ ہیں کہ دنیا میں شرک قائم ہو کر اللہ تعالیٰ کی بادشاہت مٹ چکی ہے اور وہ اپنے صحابہ کو یہ بتا رہے تھے کہ تم پر لازم ہے کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی بادشاہت قائم کرو۔ وہ ان کے اندر ایک درد پیدا کرنا چاہتے تھے۔ آج بھی یہی حالت ہے کہ ہر شخص نے ظاہری اور باطنی معبود بنائے ہوئے ہیں اور سب خدا تعالیٰ سے دور ہو رہے ہیں۔ کوئی تو یہ کہتا ہے کہ ہمارے فلاں فلاں دیوتا کو خدائی طاقتیں حاصل ہو گئی ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ یہ طاقتیں ہم کو مل گئی ہیں جیسا ہندوؤں میں [illegible] وہ ہو کر رہی ہے یعنی [illegible]

خدا تعالیٰ کی بادشاہت

ایک یا چند اشخاص میں تقسیم کر دی ہے۔ مگر مسلمانوں اور یہودیوں میں جو شرک ہے۔ وہ ڈیماکریٹک ہے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ سے خدائی صفات چھین کر آپس میں بانٹ لی ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ سے بہرحال بغاوت کی گئی ہے۔ کسی راجہ کے خلاف بغاوت ہو جائے تو خواہ کوئی اور راجہ اپنی حکومت قائم کرے یا لوگ کوئی پارلیمنٹ بنا لیں۔ اس کی حکومت تو بہرحال مٹ جائے گی۔ اس زمانہ میں سوائے اس قوم کے جو یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی ضرورت ہمیشہ رہی ہے اور رہے گی۔ اس کی طرف سے ہدایت کا زمانہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہو گا۔ قرآن کریم ایک سرچشمہ ہدایت ہے۔ اور اس کے سمجھنے کے لئے ایک قلب مطہر کی ضرورت ہے۔ تمام دنیا خدا تعالیٰ کی بادشاہت سے خالی ہے۔ بلکہ اس کی بادشاہت کے خلاف دنیا میں ایک عام بغاوت ہو رہی ہے۔ اور اس کے سپاہی آرام کے ساتھ بیٹھے ہیں اور انہیں پتہ ہی نہیں۔ کہ ملک تباہ ہو چکا ہے۔ اگر واقع میں وہ خدا تعالیٰ کے سپاہی ہیں تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ گھروں میں بیٹھے رہیں۔ کسی کی چپہ بھر زمین پر کوئی قبضہ کر لے تو زمینداروں میں خون ہو جاتے ہیں اور درجنوں آدمی قتل ہو جاتے ہیں۔ بلکہ کسی کے درخت کی شاخ اگر دوسرے کے کھیت میں چلی گئی ہو۔ اور وہ اس کو کاٹ لے تو اسی پر خون ہو جاتے ہیں کاٹنے والا کہتا ہے۔ یہ میرے کھیت میں تھی۔ مگر دوسرا کہتا ہے کہ اس کی جڑ میرے کھیت میں تھی اس لئے یہ میری ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا سے بالکل مٹ چکی ہے اور خدا تعالیٰ کے سپاہی کہلانے والوں میں اس کے متعلق کوئی درد نہیں۔ کوئی غم نہیں۔ اور وہ بالکل اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ پس ایک تو یہ بات ہے جس کی طرف میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں

میں دیکھتا ہوں

کہ اس وقت جماعت کو جس مستعدی سے کام کرنا چاہیئے۔ وہ موجود نہیں۔ قرآن کریم

نے ایسی بنیادوں کے مقابلہ کے لئے جو انتظام کیا ہے۔ اس کا نام دعوت رکھا ہے جسے اس زمانہ میں تبلیغ کہا جاتا ہے مگر ہماری جماعت کو اس کی طرف وہ توجہ نہیں جو ہونی چاہیئے کسی مجلس میں احمدیت کو پیش کر دینا یا کسی اعتراض کا جواب دے دینا اور بات ہے۔ مگر قرآن کریم نے کیا لطیف بات پیش کی ہے۔ فرمایا۔ اپنی اپنی جگہ پر غور کرو کہ کیا تم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اگر تمہارے دل گواہی دیں کہ نہیں۔ تو پھر باتیں بنانے سے کیا حاصل۔ سو جماعت کے دوست بھی اس بات پر غور کریں۔ کہ کیا وہ اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ مثلاً لاہور کی جماعت ہے لاہور چونکہ ایک مرکزی جگہ ہے اور یہاں کی جماعت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس لئے یہاں کے دوستوں کو بھی اپنے فرائض بہت زیادہ تندہی ادا کرنے چاہئیں۔ مگر باوجود یکہ میں ہر سفر کے موقعہ پر یہاں کے احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ تبلیغ کرو۔ اور

جماعت کو بڑھاؤ

جب بھی میں آتا ہوں۔ نئی تجاویز تو بہت پیش ہوتی ہیں۔ لیکن عملی نتیجہ بہت کم نظر آتا ہے۔ آپ لوگ یہاں موجود ہیں۔ غور کریں کہ آپ نے تبلیغ میں کیا کوشش کی ہے اور خدا تعالےٰ کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے کیا جدوجہد عمل میں لا رہے ہیں۔ بعض لوگ یونہی کہہ دیتے ہیں کہ کیا کریں لوگ ہماری بات سنتے ہی نہیں مگر میں سمجھتا ہوں۔ یہ صحیح نہیں۔ یہ انسانی فطرت کا غلط مطالعہ ہے۔ انسانی فطرت کو اللہ تعالےٰ نے ایسا بنایا ہے کہ وہ مجبورہ کے طور پر بھی دوسرے کی بات سنتا ہے۔ غلطی ہماری ہے کہ جس رنگ میں ہم بات کو پیش کرتے ہیں۔ وہ سننے کے قابل نہیں ہوتی۔ ہماری جماعت میں

عام طریق یہی ہے

کہ کسی کو تبلیغ کرتے وقت وفات مسیح کو شروع کر دیں گے یا فوراً نبوت کا مسئلہ پیش کر دیں گے۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ بعض دماغ اتنے زنگ آلود ہوتے ہیں کہ ان میں ایسی باتوں کے لئے کوئی جگہ ہی نہیں ہوتی۔ بھلا جو شخص خدا کا ہی قائل نہیں۔ یا نبوت کا قائل نہیں۔ وہ ان باتوں میں کیا دلچسپی لے سکتا ہے۔ مسلمانوں میں کئی لوگ ایسے ہیں۔ جو رسول تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بڑی

غیرت کا اظہار کرتے ہیں لیکن اندرونی طور پر وہ خدا تعالےٰ کے بھی منکر ہوتے ہیں۔ یونہی ماں باپ سے سنکر وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ ورنہ اسلام سے ان کو کوئی وابستگی نہیں ہوتی ایسے لوگوں کے دلوں میں پہلے خدا تعالےٰ کی خشیت پیدا کرنی چاہیئے تا وہ دینی باتوں کو سننے لگ جائیں اور خشیت سب سے بہتر نمونہ سے پیدا کی جا سکتی ہے باتوں سے نہیں۔ جب کوئی دیکھے کہ اس شخص میں ایسی روحانیت ہے جو دوسروں میں نہیں تو اس کا دل خود بخود اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

حضرت حمزہ رضؓ کے اسلام لانے کی وجہ

یہی تھی کہ انہوں نے ان تکالیف کو دیکھا۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دی جا رہی تھیں اور پھر اس سنجیدگی کو دیکھا۔ جس سے آپ ان کو برداشت کرتے جا رہے تھے اور اس طرف بھی ان کو ایک غلام اور جاہل عورت نے متوجہ کیا۔ آپ نے کوئی دلائل نہیں سُنے کہ کوئی خدا ہے یا نہیں اور کوئی الہام نازل ہوتا ہے یا نہیں۔ صرف اس بات کو دیکھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سنجیدگی کے ساتھ اپنی بات پر قائم ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ دنیا کا غم مجھ ہی کو ہے۔ اس چیز نے اُن کا دل بدل دیا اور وہ ایمان لے آئے۔ احادیث میں آتا ہے کہ حضرت حمزہ ایک نامی شکاری تھے۔ ... باہر گئے ہوئے تھے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ابوجہل نے مارا اور گالیاں بھی دیں آپ اس وقت پتھر کی ایک چٹان پر بیٹھے کچھ سوچ رہے تھے۔ کہ ابوجہل آگے بڑھا اور اس نے آپ کو گالیاں دینی شروع کر دیں اور پھر زور سے ایک تھپڑ آپ کے منہ پر مار دیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے کچھ نہیں کہا۔ آپ خاموشی سے اُٹھے اور گھر تشریف لے گئے۔ حضرت حمزہ رضؓ کی ایک لونڈی یہ نظارہ دیکھ رہی تھی وہ عورت ذات تھی۔ خود تو کچھ نہ کر سکتی تھی منہ میں بڑبڑاتی ہوئی رہ گئی۔ اور شام تک غصہ میں بھری رہی۔ شام کو حضرت حمزہ رضؓ کمان اور ترکش لٹکائے ہوئے گھر آئے ہاتھ میں شکار پکڑا ہوا تھا اور اس انداز سے چلے آ رہے تھے کہ گویا کوئی بڑا کارنامہ سرانجام دے کر آئے ہیں جب گھر کے اندر داخل ہوئے تو وہ لونڈی جو مسلمان نہ تھی۔ مگر

اس قربانی کا نظارہ

دیکھ چکی تھی۔ کہ لوگ مارتے ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ آپ خدا کا نام لیتے ہیں اس نے حضرت حمزہ رضؓ سے مخاطب ہو کر کہا کہ بڑے سپاہی بنے پھرتے ہو۔ کیا کام کر کے آئے ہو۔ تمہارے بھتیجے کو آج ابوجہل نے مارا صرف اس وجہ سے کہ وہ اللہ تعالےٰ کا نام لیتا تھا۔ تم کس برتے پر بہادر بنے پھرتے ہو۔ حضرت حمزہ رضؓ نے شکار کے شوق میں کبھی یہ نظارہ دیکھا ہی نہ تھا کہ مکہ میں کیا

فساد برپا ہے

آپ نے لونڈی سے پوچھا۔ کہ کیا ہوا اس نے کہا کہ اس طرح وہ اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ ابوجہل نے اسے مارا۔ یہ سنکر آپ نے شکار کا سامان نہیں اُتارا اسی طرح کمان ہاتھ میں پکڑے گئے۔ اور جا کر وہی کمان ابوجہل کے منہ پر ماری اور کہا کہ بڑے بہادر بنے پھرتے ہو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مارتے ہو۔ اگر جرأت ہے تو آؤ مجھے مارو یہ دیکھ کر لوگ اُٹھے کہ ہیں ہیں یہ کیا۔ وہ تو دین میں تغیر کرتا ہے۔ اس پر حضرت حمزہ رضؓ نے کہا کہ اچھا اگر وہ دین میں تغیر کرتا ہے۔ تو سُن رکھو۔ کہ میرا بھی وہی دین ہے۔ آؤ اگر لڑنا چاہتے ہو۔ تو مجھ سے لڑو۔ تو یہ سنجیدگی ہی تھی۔ جس کا یہ اثر تھا۔ اور خشیت تھی۔ جو لونڈی نے پیدا کر دی تھی۔ وہ دیکھ رہی تھی۔ کہ آخر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قصور کیا ہے۔ وہ کسی کی زمین پر قبضہ نہیں کرتے۔ کسی کا مال نہیں چھینتے۔ کسی شخص کو اس کے کسی حق سے محروم نہیں کرتے۔ صرف خدا کا نام لیتے ہیں۔ اور یہ لوگ محض اس غرور میں کہ یہ طاقتور ہیں۔ آپ کو مارتے ہیں ان کے اس مارنے نے حضرت حمزہ رضؓ کی شرافت کو کھائل کر دیا۔ اور انہوں نے کہا کہ اگر انسانیت اس قدر گر گئی ہے۔ تو جو شخص خدا تعالےٰ کے لئے تکلیف اٹھا رہا ہے۔

یقیناً وہی سچا ہے

اور میں بھی اس کے ساتھ ہوں انہوں نے کوئی دلیل نہیں سُنی۔ کوئی مسئلہ نہیں سمجھے۔ اس سے قبل وہ خدا تعالےٰ کی توحید کے دلائل بھی سنتے ہوں گے اور نبوت کے ثبوت بھی۔ مگر ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے

نکال دیتے ہوں گے۔ وہ فرشتوں کا ذکر بھی سنتے ہوں گے اور قیامت کا بھی۔ مگر کسی کی پرواہ ان کو نہ تھی۔ اور نہ ان میں سے کوئی چیز ان پر اثر انداز ہوتی تھی۔ مگر جب ان کو یہ خیال ہوا۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم تو معلوم نہیں اچھی ہے یا بُری مگر وہ سنجیدگی سے اس پر قائم ہیں۔ اور دنیا کی مخالفت کی ان کو کوئی پرواہ نہیں تو حمزہ کی شرافت نے جوش مارا۔ اور اُنہوں نے کہا کہ یہ شخص اصول کے لئے قربانی کر رہا ہے۔ اور بے ضرر ہونے کے باوجود دنیا کی مخالفت کا شکار بنا ہوا ہے۔ اس کے پاس ضرور کوئی ایسی چیز ہے جس سے دنیا ڈرتی ہے۔ اور وہ ہدایت کی طرف آ گئے۔ اسی طرح ہزاروں لاکھوں انسان ایسے ہوں گے۔ جن کی شرافت طبعی ان کو اسلام کی طرف لے آئی۔ اُنہوں نے دیکھا۔ کہ علماء جب دلائل سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تو پھر دکھ دینے لگتے ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں آپ کی قربانی کو دیکھ کر وہ اسلام کی صداقت کے قائل ہو گئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے

انسان کی فطرت

میں یہ بات رکھی ہے۔ کہ سنجیدگی سے وہ ضرور متاثر ہوتا ہے۔ اور جب کوئی شخص سنجیدگی سے کسی بات پر قائم ہو جاتا ہے۔ تو لوگ ضرور اس کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ لیکن اگر کچھ جائے اور کیا کچھ جائے تو پھر کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ پچھلے دنوں بعض طالب علم مجھے ملے۔ اور انہوں نے کہا کہ لوگ ہماری باتوں کو سنتے نہیں۔ میں نے کہا کہ تم پہلے اپنی شکلوں کو تو دیکھو۔ کیا یہ ویسی ہی ہیں جیسی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قائم کرنا چاہتے تھے۔ اگر نہیں تو پھر لوگ تمہاری منہ کی باتوں کو کس طرح توجہ سے سُن سکتے ہیں۔ جسے تم سنانے لگو گے۔ وہ کہے گا کہ عمل نہ اس کا ہے نہ میرا۔ پھر باتوں کا کیا فائدہ

باد رکھو

جب انسان کے دل میں جوش ہو تو اس کے ساتھ اس کے اندر ایک تغیر بھی ہوتا ہے۔ اور یہی تغیر دراصل لوگوں پر اثر ڈالتا ہے۔ کئی لوگ مجھ سے کہتے ہیں۔ کہ لوگوں پر سکھوں کا بہت رعب ہے۔ میں ہمیشہ ان کو یہی کہتا ہوں۔ کہ انہوں نے اپنے ظاہری عمل سے اپنا رعب قائم کیا

ہے۔ وہ اپنی ہدایات پر اس شدت کے ساتھ عمل کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو شرم آنی چاہیئے۔ تم گرمی کے موسم میں تھوڑے عرصہ کے لئے بھی بال نہیں رکھ سکتے۔ مگر وہ رکھتے ہیں۔ اور شوق کے ساتھ رکھتے ہیں لوگ ہمیشہ اصول کی پابندی کو دیکھتے ہیں۔ اور پھر وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ضرور کوئی نہ کوئی بات ایسی ہے۔ جس کے لئے لوگ تکالیف اُٹھاتے ہیں۔ پس پہلی اور ضروری چیز یہ ہے۔ کہ اپنے نمونہ سے ثابت کرو۔ کہ جس چیز کو تم نے اختیار کیا ہے۔ اس کی عظمت تمہارے دل میں ہے۔ ایک دفعہ ایک نوجوان مجھ سے گفتگو کر رہا تھا۔ ایک سوال کے جواب میں وہ کہنے لگا کہ کیا

اسلام کی بنیاد

داڑھی پر ہے۔ وہ سمجھتا تھا۔ کہ یہ کہیں گے نہیں۔ تو میں کہدونگا۔ کہ پھر اگر میں نے چھوڑ دی۔ تو کیا حرج ہے مگر میں نے کہا کہ اسلام کی بنیاد داڑھی پر تو بے شک نہیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر ضرور ہے۔ اس کے آگے پھر وہ بات نہیں کر سکا۔ میں نے اسے کہا کہ بے شک داڑھی کا سوال کوئی اہم نہیں۔ مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا سوال بے حد اہم ہے۔ جب کوئی شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اتنا معمولی سا حکم نہیں مان سکتا تو پھر اس سے یہ کیونکر امید کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ کوئی بڑا حکم مانے گا۔ داڑھی نہ رکھنے والے کی تو یہی مثال ہے کہ جیسے کوئی شخص کہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے چونکہ مجھ سے ایک پیسہ مانگا تھا۔ اسلئے میں نے نہیں دیا۔ یہ بات سننے والے سب اسے پاگل کہیں گے۔ اور کہیں گے کہ اگر تم سے لاکھ روپیہ مانگا جاتا تو کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ تم ادا کر دیتے۔ تم خود اقرار کرتے ہو کہ تم سے جو مانگا گیا۔ وہ بہت تھوڑا تھا۔ اور جب تم اقرار کرتے ہو۔ کہ تم نے وہ بھی پیش نہیں کیا۔ تو پھر جب زیادہ قربانی کا موقعہ آئے۔ تو تم سے کیا امید کی جا سکتی ہے۔

اسلامی تمدن اور اس کے اصول

کو دنیا میں قائم کرنا بہت بڑی تبلیغ ہے جب لوگ دیکھیں گے۔ کہ یہ لوگ جو دنیا کے نقطۂ نگاہ سے وحشی نظر آتے ہیں۔ اپنی بات پر اس لئے

قائم ہیں کہ خدا تعالےٰ نے یہ حکم دیا ہے۔ اور ہمارے اثر سے باہر ہو گئے ہیں تو وہ ڈریں گے کہ اب ان کا دوسرا قدم یہ ہوگا۔ کہ یہ ہم پر حملہ کریں گے۔ اور دنیا میں وہ شخص یا قوم غالب نہیں ہوا کرتی۔ جس کے گھر پر حملہ ہو۔ بلکہ حملہ آور ہی غالب ہوا کرتا ہے۔ مگر حملہ سے یہ مراد نہیں کہ لٹھ مار کر کسی کا سر پھوڑ دیا جائے بلکہ حملہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اصول دنیا کے سامنے پیش کر کے ان کو قائم کرنے کے لئے جدوجہد کی جائے۔ حملہ کے لئے ہمیشہ جرأت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہی شخص دوسرے کے گھر پر حملہ کرنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ جس کا اپنا گھر محفوظ ہو۔ جس کے اپنے گھر میں بہت سے دشمن ہوں۔ وہ کسی کے گھر پر کیا چڑھائی کرے گا۔ اسی طرح جب

ہمارا اپنا تمدن

اسلامی تمدن کے خلاف ہو تو دوسروں سے اس کی فضیلت کس طرح منوا سکتے ہیں۔ جو بات ہم اپنے نفس سے بھی نہیں منوا سکے۔ وہ دوسروں سے کیسے منوا سکتے ہیں۔ پس سب سے پہلے اپنے اندر سنجیدگی پیدا کرو۔ پھر دوسروں کی شرارت سے اپیل کرو بلکہ اپنے اندر سنجیدگی پیدا کرنا خود دوسروں سے اپیل کے مترادف ہوگا۔ تمہارے ارد گرد بسنے والے جب دیکھیں۔ گے کہ ہم اسلامی تعلیم پر عمل نہیں کرتے۔ مگر یہ لوگ کرتے ہیں اور تکلیف اٹھانے کے باوجود کرتے ہیں۔ تو ان پر وہی اثر ہونا لازمی ہے۔ جو حضرت حمزہ رضؓ پر ہوا تھا۔ وہ غور کریں گے کہ جن باتوں میں ہمیں لذت ملتی ہے ان کو بھی ملتی ہے۔ مگر یہ محض اسلام کی تعلیم کی وجہ سے اس سے لذت اندوز نہیں ہوتے جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس فروغ کوئی ایسی چیز ہے۔ جو ان کے اندر مقابلہ کی قوت پیدا کرتی ہے۔ اور پھر وہ غور کے ساتھ ہماری باتیں سنیں گے۔ پس

پہلی چیز یہ ہے

کہ آپ لوگ اپنے دلوں میں خشیت پیدا کریں۔ میں نے پہلے بھی لاہور میں دوستوں کو یہ نصیحت کی تھی۔ کہ وہ وفات مسیحؑ اور ضرورت نبوت پر بحث کرنے کی بجائے اگر لوگوں کے دلوں میں خشیت پیدا کریں تو تبلیغ کا دائرہ بہت وسیع ہو سکتا ہے۔ لوگ کیوں

اسلام اور احمدیت کی طرف نہیں آتے اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ مختلف قسم کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں ان زنجیروں کو توڑ دو تو پھر آئیں گے جب ملی شیطان کے قبضہ میں ہوں تو اس طرف توجہ کیسے ہو سکتی ہے پہلے دلوں میں خشیت پیدا کرو۔ پھر خود بخود لوگ توجہ کرنے لگیں گے۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ میری ان باتوں کی طرف بہت کم توجہ کی گئی ہے۔ اگر سچائی۔ دیانت۔ نیکی۔ تقویٰ۔ احسان اور ہمدردیٔ خلق پر آپ لوگ وعظ کریں تو آپ کے اپنے اندر بھی یہ صفات پیدا ہوں گی۔ اور آپ لوگوں کی اپنی اصلاح بھی ہوگی۔ اور سننے والوں کی بھی۔ آپ کے نفس کے گند بھی دور ہوں گے اور ان کے بھی۔ مگر میرے بار بار توجہ دلانے کے باوجود اس طرف توجہ نہیں کی گئی۔ جس کا

نتیجہ یہ ہے

کہ سلسلہ کی ترقی اس رنگ میں نہیں ہو رہی۔ جس رنگ میں ہونی چاہیئے۔ آج ہی جماعت احمدیہ لاہور کے امیر صاحب کریں نے حساب کر کے بتایا تھا کہ جس رفتار سے جماعت احمدیہ لاہور کی ترقی ہو رہی ہے۔ اس کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ ۲۵ ہزار سال تک لاہور میں آپ لوگوں کی کثرت ہو جائے گی اور ظاہر ہے کہ لاہور دنیا کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں اور جب اس کے لئے ہزاروں سال درکار ہیں تو پھر باقی دنیا میں احمدیت پھیلنے کے لئے کتنا عرصہ درکار ہوگا۔ اور یہ اس وجہ سے ہے کہ جماعت کے دوست یہ سمجھ کر کہ میرا باپ بھائی اور رشتہ دار تو احمدی ہو چکے ہیں جلو بیٹھی ہوئی خاموش ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اور دنیا میں خدا تعالےٰ کی بادشاہت قائم کرنے کا خیال بھی ان کو نہیں آتا جو شخص تو

خدا تعالےٰ کی بادشاہت

کے قیام کے مقصد کو سامنے رکھتا ہے وہ اس وقت تک آرام چین سے نہیں بیٹھ سکتا۔ جب تک ایک فرد بھی اس سے باہر ہے۔ لیکن جسے آرام کا خیال ہے وہ اپنے خویش و اقارب کے احمدی ہو جانے پر مطمئن ہو سکتا ہے اور خیال کر سکتا ہے کہ اب خدا تعالےٰ کا فضل ہو گیا ہے اور امن ہو گیا ہے۔ لیکن ہمارا مقصد اپنے لئے امن حاصل کرنا نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی بادشاہت قائم کرنا ہے۔ اور جب تک ایسا نہ ہو جائے ہمیں آرام اور چین سے نہیں بیٹھنا چاہیئے۔ اور

اپنے عملی نمونہ سے ایسا رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔ کہ لوگوں کے دل خود بخود اس طرف کھنچے چلے آئیں۔

میں نے بارہا بتایا ہے

کہ یہ تعلیم کہ ظلم برداشت کرو۔ یہ شکست کا ذریعہ نہیں بلکہ فتح کا ہے اور یہ ہار کا نہیں بلکہ فتح کا موجب بنتا ہے ظلم کو بزدلی سے برداشت کرنا پڑا ہے عموماً اگر تم ظلم کو اس لئے برداشت کرتے ہو کہ اس کے مقابلہ کی طاقت تم میں نہیں تو بے شک تم بزدل ہو اور اس کا نتیجہ کچھ نہیں ہوگا۔ لیکن اگر ایسی حالت میں برداشت کرتے ہو کہ تم میں مقابلہ کی طاقت ہے تمہارے پاس بھی ہتھیار ہے تو یہ بزدلی نہیں۔ اسی لئے میں نے بارہا کہا ہے کہ ہمیشہ اپنے پاس

سوٹی رکھا کرو

کیونکہ اگر تم نہتے ہو کر مار کھاؤ گے تو دنیا یہی سمجھے گی کہ یہ نہتا تھا۔ اگر اس کے پاس ہتھیار ہوتا تو شاید یہ بھی مارتا۔ لیکن جب ہتھیار ہونے اور طاقت رکھنے کے باوجود تم مار کھاؤ گے تو لوگوں کے دل محسوس کریں گے کہ خدا تعالےٰ کے لئے تم نے قربانی کی ہے۔ یہاں

لاہور کا ہی واقعہ ہے

یہاں کے دوستوں پر تبلیغ کرنے کا دورہ ایک دفعہ آیا۔ تو بعض دوست تبلیغ کے لئے کسی گاؤں میں گئے۔ وہاں کے لوگوں نے ان کو مارا۔ یہ اگرچہ اچھی تعداد میں تھے۔ مگر انہوں نے ہاتھ نہ اُٹھایا۔ ان میں سے کسی کی پگڑی بھی وہاں رہ گئی۔ اور یہ سب چلے آئے۔ اس پر گاؤں سے کئی میل کے فاصلہ سے ایک شخص آکر ان سے ملا۔ اس نے پگڑی واپس کی اور کہا کہ سچائی واقعی آپ کے پاس ہے۔ مجھے اپنی باتیں سنائیں۔ تو جب طاقت رکھنے اور ہتھیار موجود ہونے کے باوجود ظلم کو برداشت کیا جائے۔ تو دوسرے پر ضرور اثر ہوتا ہے۔ اور انسانی فطرت اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

اب تک لاہور کے تمام محلوں میں بھی احمدیت نہیں پھیلی اور اگر کبھی ترقی بھی ہوتی ہے تو اس کی رفتار اتنی سست ہوتی ہے کہ خدا تعالےٰ کی حکومت قریب آتی ہوئی نظر نہیں آتی جن محلوں میں چند افراد احمدی ہو گئے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اب ہمارے لئے گھبراہٹ کی کوئی وجہ نہیں۔ انہیں کبھی خیال ہی نہیں آتا کہ ان کا کام ساری دنیا میں

خدا تعالیٰ کی بادشاہت قائم کرتا ہے۔ پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو اور پوری کوشش سے

تبلیغ میں لگ جاؤ

یہ ضروری نہیں کہ سارے ہی سمجھیں تو کام شروع کیا جائے۔ اگر ایک شخص بھی اپنی ذمہ داری کو سمجھ لے تو اسے چاہیئے کہ کام شروع کر دے اور دوسروں کے انتظار میں اپنے آپ کو خدمت سے محروم نہ رکھے۔ لوگ دیکھتے رہتے ہیں کہ دوسرے کریں تو ہم بھی کریں گے۔ حالانکہ نیک کام میں دوسروں کے انتظار کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی فرد واحد بھی اپنی ذمہ داری کو سمجھ کر کام میں لگ جائے تو وہی خدا تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ہو سکتا ہے۔ اکیلا ہونے سے گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں جبکہ ہر نبی اکیلا تھا۔ کوئی نبی ایسا نہیں جس کے ساتھ پہلے ہی کوئی جماعت ہو اور اس مثال سے اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ کامیاب ہمیشہ اکیلے ہی ہوا کرتے ہیں۔ جو اس امید میں بیٹھے رہتے ہیں کہ دوسرے آئیں تو ہم بھی چلیں گے وہ کبھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

واعلموا ان اللہ یحول
بین المرء وقلبہ
(انفال ع ۳)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے دل میں نیکی کی تحریک ہوتی ہے جس پر اگر وہ خاموش ہو جائے تو پھر دل مر جاتا ہے۔ پس اگر کسی ایک کے دل میں بھی یہ جوش پیدا ہو جائے کہ

کام کرنا چاہیئے

تو وہ دوسرے کا انتظار نہ کرے۔ اور کام شروع کر دے۔ مگر عقلمندی کے ساتھ جس طرح ایک قابل جرنیل صرف ایک ہی جگہ پر اپنی طاقت صرف نہیں کر دیتا۔ بلکہ کبھی ایک جگہ حملہ کرتا ہے اور کبھی دوسری جگہ۔ کبھی اس طرف اور کبھی اس طرف۔ حتیٰ کہ وہ جگہ تلاش کر لیتا ہے جہاں سے حملہ کر کے دروازہ کو توڑا جا سکتا ہے۔ پس تبلیغ عقل کے ساتھ کرنی چاہیئے۔ اگر ایک شخص بھی اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے کام شروع کر دے تو وہ اس جگہ خدا تعالیٰ کے نبی کا قائمقام ہوگا۔ کیونکہ

انبیاء کی یہ خصوصیت ہے

کہ وہ اکیلے ہی کام کرتے ہیں۔ پس جو اکیلا ہو کر کام کرے گا وہ خدا تعالیٰ کے انبیاء کا ظل ہوگا۔ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہنے کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ لاہور کی جماعت نے اب تک کوئی خاص ترقی نہیں کی۔ اور اب بھی اگر کسی کے دل میں تحریک تو ہو لیکن وہ یہ خیال کرے کہ دوسرے اٹھیں۔ تو میں بھی اٹھوں گا۔ تو نتیجہ وہی ہوگا جو اب تک ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ کوئی میرا ساتھ دیتا ہے یا نہیں میں اکیلے ہی کام شروع کرتا ہوں تو وہ نہ صرف یہ کہ خود کامیاب ہوگا بلکہ دوسروں کو بھی اپنے ساتھ ملا لے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ مومن کو کبھی اکیلا نہیں رہنے دیتا۔ اگر کسی ایک دل میں تحریک ہو۔ تو وہی کام شروع کر دے۔ مگر پہلے اپنے

اعمال کی اصلاح

کرے اور اپنی شکل و صورت سے ثابت کرے کہ وہ اسلام کی بات کو سب سے زیادہ اہم سمجھتا ہے۔ اپنی شکل و صورت۔ طرز کلام۔ گفتگو، زبان اخلاق کو اسلامی بناؤ۔ پھر لوگ خود بخود تمہارا اثر قبول کریں گے اور تمہارے اندر ایسی مقناطیسی طاقت پیدا ہو جائے گی۔ جو خود بخود دوسروں کو کھینچ لے گی۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہاں کی جماعت بھی اور باہر کی جماعتیں بھی میرے اس خطبہ کے بعد اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں گی۔ کہ گذشتہ

سستیوں کا بھی ازالہ ہو

اور جماعت ترقی کرے اور ہمیں اسلامی تمدن قائم کرنے میں سہولتیں میسر آسکیں۔ کئی اسلامی احکام ایسے ہیں کہ جب تک جماعت کی تعداد زیادہ نہ ہو ان کو قائم نہیں کیا جا سکتا۔ پس اول تو ہر شخص اپنے فرض کو ادا کرے لیکن اگر کسی ایک شخص کے دل میں تحریک ہو تو وہ دوسروں کا انتظار کئے بغیر اکیلا ہی کام شروع کر دے اور پھر استقلال کے ساتھ کرتا چلا جائے۔ تا کہ اگر دس سال کے بعد بھی کوئی پوچھے تو وہ کہہ سکے کہ میں نے اس پر عمل کیا ہے۔ اور یقیناً ایسا شخص دوسروں کے لئے ایک نمونہ اور راہنما کا کام دے گا۔

(الفضل ۱۸ ش/۶۰)

نظامِ خلافت اور الٰہی تصرفات

از مکرم مولوی سید محمد یوسف صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم موسیٰ بنی مائینز

خدا تعالیٰ کے بعد انسانوں میں اعلیٰ وجود انبیاء ہیں اور انبیاء کرام کے بعد ان کے قائمقام خلفاء ہوا کرتے ہیں۔ یہ خلفاء انبیاء کے بتلائے قوانین اور ان کے مقرر کردہ ضوابط کے حامل اور انہیں نافذ کرنے والے ہوتے ہیں۔ گو ان خلفاء کو مومنین کی جماعت ہی منتخب کرتی ہے۔ مگر خدائی تصرف اور تدبیر خاص کے ماتحت مومنوں کے قلوب خود بخود خلافت کے اہل شخص کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ لہذا اس طریق سے جاری ہونے والا اسلام کا نظام فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کی منشاء اور نصرت کے ماتحت ہوتا ہے۔ چنانچہ آیت استخلاف میں بھی اسی مضمون کو واضح کیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

(۱) وعد اللہ الذین امنوا
منکم وعملوا الصلحت
لیستخلفنھم فی الارض
کما استخلف الذین
من قبلھم ولیمکنن
لھم دینھم الذی
ارتضی لھم ولیبدلنھم
من بعد خوفھم امنا
یعبدوننی لا یشرکون
بی شیئا ومن کفر بعد
ذالک فاولئک ھم
الفسقون (سورہ نور ع ۷)

یعنی وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور عمل صالح کئے (پھر یہ وعدہ کوئی معمولی وعدہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قسم کھا کر فرمایا ہے) کہ ان کو ضرور ضرور خلیفہ بنائے گا اس زمین میں جیسا کہ اس نے خلیفہ بنایا تم میں سے پہلوں کو۔۔۔

(۲) چونکہ نبی کی وفات کے نتیجہ میں ایک عظیم شخصیت نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہے۔ اور اس وجہ سے لوگوں میں ایک زلزلہ برپا ہو جاتا ہے۔ اور کچھ پراگندگی و انتشار کی جھلک نظر آنے لگتی ہے۔ اس لئے جماعت کو پراگندگی۔ انتشار اور ابتلاء سے بچانے اور خطرات کی آگ سے محفوظ رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ خلافت کا وجود قائم کر کے پیش آمدہ خطرات کو "ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا" کی شکل میں تبدیل کر دیا کرتا ہے۔ یعنی جب دشمن دیکھتا ہے کہ نبی کی باتیں دنیا میں قائم ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ اور ان کا عشق پھیلتا چلا جا رہا ہے تو وہ جمع ہو کر حملہ پر حملہ کرتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ ان کے حملہ کو ناکام بنا دیتا ہے۔ اور اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے ذریعہ خوف کو امن سے بدل دیتا ہے اور کسی کی طاقت نہیں ہوتی کہ اس کے امن کو چھین سکے جیسا کہ جماعت احمدیہ کو خلافت ثانیہ کے قیام پر ان تمام حالات سے گزرنا پڑا مگر اللہ تعالیٰ نے محض خلافت کی برکت سے نہ صرف جماعت احمدیہ کو ان خطرات اور ابتلاء سے بچایا بلکہ عظیم الشان ترقیات نصیب کرتے ہوئے اپنے فضل و کرم سے بھی نوازا۔ (الحمد للہ ثم الحمد للہ) اس کی تفصیل کے لئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تفاسیر۔ تقاریر۔ خطبات اور جماعت احمدیہ کی پون صدی کی روشن تاریخ کا مطالعہ کیجیئے۔

(۳) "ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون"۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ خلافت تمہارے لئے اتنا بڑا انعام ہے کہ جو اس کی قدر نہ کرے گا وہ ہمارے دفتر سے کاٹا جائے گا یعنی اتنی بڑی نعمت جو ہم خلافت کے ذریعہ قائم کرتے ہیں اور ایسے عظیم الشان خلفاء ہم مقرر کرتے ہیں۔ جو نبی کے جاری کردہ سلسلہ کو ترقی دیتے اور اس کے مشن کو ساری دنیا میں پھیلا دیتے ہیں۔ ایسی حالت میں جو بدبخت ان کے خلاف کھڑے ہوتے ہیں وہ فاسق قرار پاتے ہیں۔

(۴) خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے خلافت کا وجود ضروری تسلیم کیا گیا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"ید اللہ علی الجماعۃ"

یعنی خدا کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ پس خدائی تائید کے لئے مومنوں کا جماعت کہلانا ضروری ہے اور جماعت بغیر امام کے قائم نہیں ہو سکتی۔

(۵) اسی طرح حضور اکرم فرماتے ہیں "ومن شذ شذ فی النار"

یعنی جو جماعت میں تفرقہ ڈالتا ہے۔ بلاشبہ وہ آگ میں ڈال دیا جاتا ہے۔

(۶) جماعت کی روحانی تربیت اور ہر طرح کی نگرانی کا کام نبی کے بعد خلفاء کے سپرد ہی ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"ماکانت نبوۃ قط الا تبعتھا خلافۃ"

(کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۹)

یعنی کبھی بھی کوئی شخص نبوت کا منصب پاکر کھڑا نہیں ہوا مگر اس کے بعد خلافت قائم ہوئی۔ سو نبوت کے بعد خلافت کا وجود ضروری ہے

(۷) دشمنوں پر غلبہ پانے کے لئے بھی خلافت کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

"الامام جنۃ یقاتل من ورائہ"

یعنی امام ایک ڈھال ہوتا ہے اور مومن اس کے پیچھے سے دشمن کا مقابلہ کرتا ہے۔

(۸) پھر حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ ظاہراً خلیفہ کا تقرر لوگوں کے انتخاب سے ہوا کرتا ہے۔ مگر در اصل اس میں خدا تعالیٰ کا مخفی ہاتھ کام کر رہا ہوتا ہے۔ اور وہ اپنی مشیت کو اس طرح پورا کرتا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت نے پہلے تو حضرت ابوبکرؓ کے لئے خلافت کی وصیت کرنے کا ارادہ فرمایا۔ مگر بعد میں ترک کر دیا جیسا کہ مروی ہے:-

ثم قلت یابی اللّٰہ و یدفع المؤمنون

(بخاری کتاب الاحکام باب استخلاف)

کہ میں نے اس لئے ارادہ ترک کر دیا کہ مومنوں کی جماعت ابوبکرؓ کے سوا کسی پر راضی نہ ہوگی۔ اور نہ ہی خدا کسی اور شخص کی خلافت کو قائم کرنے دے گا۔

(۹) نیز حضور اکرمؐ نے حضرت عثمانؓ کو مخاطب ہو کر فرمایا:-

"انہ لعل اللّٰہ ان یقمصک قمیصًا فان ارادوا علیٰ خلعہ فلا تخلعہ لھم" (ترمذی)

کہ خدا تمہیں ایک قمیص پہنائے گا اور لوگ اُسے اتارنا چاہیں گے مگر تم اُسے نہ اتارنا۔ ان مختصر حوالجات سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ خود خلافت کی قمیص پہنایا کرتا ہے جس کو کوئی انسان نہیں اتار سکتا۔

(۱۰) خلیفہ نبی کا قائمقام ہوتا ہے اس لئے وہ نبی کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ اور نبی کے مندرجہ ذیل چار عظیم الشان کام سر انجام دینا اُس کے زمانۂ خلافت کا اہم پروگرام ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے امام ہمام نے بڑی حسن خوبی کے ساتھ ان تمام امور کو انجام دیا ہے اور ان تمام صفات سے متصف ہے۔ یعنی

"یتلوا علیھم اٰیٰتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ ۔ ۔ ۔"

(۱) یعنی وہ تبلیغ حق اور دعوۃ الی الخیر کرتا ہے

(۲) وہ شریعت سکھاتا ہے۔ اور شریعت کا عامل بناتا ہے۔

(۳) وہ حکمت سکھاتا ہے اور ایمان کی حقیقت و حکمت سے باخبر کرتا ہے

(۴) اور وہ ہر قسم کی پاکیزگی کے پیدا کرنے میں کوشاں رہتا ہے۔

بفضلہ تعالیٰ یہ تمام صفات ہمارے پیارے امام میں اتم و اکمل طور پر پائے جاتے ہیں۔ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاءُ

(۱۱) چونکہ اللہ تعالیٰ خود اپنی تقدیر خاص کے ماتحت اور اپنی مشیت و ارادہ کے مطابق خلیفہ کا انتخاب فرماتا ہے۔ اسلئے اپنے خلیفہ کے متعلق معزولی کا سوال اُٹھایا ہی نہیں جاسکتا۔ اگر کوئی بے وقوفی کی بنا پر یہ سوال اُٹھائے تو وہ خدائی انتخاب کا ہتک کرنے والا اور پرلے درجے کا احمق تصور کیا جائے گا

(۱۲) اسی طرح اسلامی خلیفہ کا تعلق لوگوں سے روحانی اور قلبی ہوتا ہے اس لئے اس قسم کے روحانی تعلق کو میعادی قرار دینا یا ایسے میعادی تعلق کو جائز رکھنا مذہب کی روح کو کچلنے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے؟

(۱۳) حضرت عثمان کے عہد خلافت میں جب باغیوں نے خلافت سے علیحدہ ہو جانے کا سوال اُٹھایا۔ تو حضرت عثمان رضؓ نے جواب دیا کہ

"ماکنت لاخلع سربالاً سربلنیہ اللّٰہ فتکون سُنۃ من بعدی کلما کرِہ القوم امامھم خلعوہ" یعنی میں ہرگز اس کرتہ کو اُتار نہیں سکتا۔ جو خدا تعالیٰ نے پہنایا ہے کیونکہ اگر میں ایسا کروں تو ایک بُری رسم قائم ہو جائے گی کہ جب کبھی لوگ اپنے امام سے ناراض ہوں گے تو اس کی معزولی کے لئے کھڑے ہو جائیں گے۔

(۱۴) حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے بھی فرمایا ہے کہ

"خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی اس لئے تم میں سے مجھے کوئی معزول کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اگر خدا نے مجھے معزول کرنا ہوگا تو وہ مجھے موت دے دیگا" (بدر یکم فروری ۱۹۱۲ء)

نیز آپ نے فرمایا:-

"مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے میں معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔" (بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء)

(۱۵) اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات کے وقت جب خلافت کے مسئلہ پر اختلاف پیدا ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہر ممکن کوشش کی کہ مولوی محمد علی صاحب یا اُن کے رفقاء میں سے کسی کو خلیفہ مان لیا جائے۔ مگر الٰہی منشا کچھ اور تھی اور آسمان سے کچھ اور فیصلہ صادر ہو چکا تھا۔ اس کی تفصیل تو لمبی ہے۔ لیکن مختصراً حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ الودود کے الفاظ میں چند اقتباس درج ذیل کئے جاتے ہیں جس سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ خلیفہ خود خدا ہی بنایا کرتا ہے جس میں انسانی ہاتھ کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

"غرض جتنی ممکن صورتیں تھیں ان کے ذریعہ میں نے بھی چاہا کہ اُن میں سے کوئی خلیفہ ہو۔ اور میں اس کی بیعت کر لوں تاکہ فتنہ نہ ہو۔ مگر انہوں نے خلافت کا ہی انکار کر دیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ انسانی تدبیروں سے خلیفہ بن گیا۔ میں کہتا ہوں۔ اگر انسانی تدبیروں کے ذریعہ کسی نے خلیفہ بننا ہوتا تو مولوی محمد علی صاحب بنتے۔ کیونکہ جس کو خدا نے خلیفہ بنایا۔ وہ بھی اپنا سارا زور لگا رہا تھا کہ وہ خلیفہ نہ بنے اس بات کے بیسیوں شاہد موجود ہیں کہ میں نے اصرار کر کے ان سے منوانا چاہا (اس سے مراد اپنے ہم خیالوں سے ہے) کہ جھگڑے کو مٹانے کے لئے ہمیں مولوی محمد علی صاحب کی بیعت کر لینی چاہیئے۔ لیکن ہم نے جو خیال کیا اور جس کے لئے کوشش کی وہ خلیفہ نہ ہوا۔ کیونکہ خدا کے نزدیک وہ ہونے کے قابل نہ تھا۔ اس وقت ان لوگوں کی ایسی حالت ہوئی کہ ماسٹر عبد الحق صاحب مرحوم جو اُس وقت اُن کے ساتھ تھے۔ مگر بعد میں اُنہوں نے بیعت کرلی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے کوشش کی کہ سید عابد علی شاہ صاحب کی چالیس آدمیوں سے بیعت کرا کے اُسے خلیفہ بنا دیں۔ مگر ڈھائی ہزار کے قریب مجمع سے انہیں چالیس آدمی بھی نہ ملے اور اس میں بھی انہیں ناکامی ہوئی۔ ان واقعات سے ظاہر ہے کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کا بھی اس میں کچھ دخل نہیں ہوتا جسے خدا منتخب کرتا ہے میں نے پورا زور لگایا کہ میں خلیفہ نہ بنوں اور اس وقت کی حالت جن لوگوں نے دیکھی ہے وہ جانتے ہیں کہ میں اس وقت بیعت لینے سے انکار کر رہا تھا مگر اس وقت اس طرح ہجوم کر کے لوگ مجھ پر گر رہے تھے کہ اگر میں اصرار کرتا تو یقیناً ان کے درمیان کچلا جاتا۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہی لکھا ہے کہ

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ ہر نبی کے بعد خلیفے بناتا ہے۔"

اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی یہی فرمایا ہے ان فرمانوں کی موجودگی میں اگر کوئی خلافت کا انکار کرتا ہے تو وہ محروم ازلی ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ہی خلافتِ احمدیہ سے وابستہ رکھے اور تا در ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ الودود کو صحت و سلامتی کے ساتھ کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

علاقہ دکن میں سالانہ تبلیغی جلسوں کا انعقاد

(۳)

جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کا آٹھواں سالانہ جلسہ

اللہ تعالے کے فضل و رحم سے جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کا آٹھواں سالانہ جلسہ حسب سابق خاص اہتمام سے منایا گیا۔ بذریعہ اشتہارات و اخبارات مقامی جلسہ کا خوب اعلان کیا گیا۔ مرکزی مبلغین کو دعوت دی گئی۔ اور جملہ ضروری انتظامات کی تکمیل کے بعد بتاریخ یکم مئی ۱۹۶۰ء بمقام مشیرآباد سالانہ جلسہ منعقد قرار پایا۔ جلسہ گاہ شامیانہ اور رنگ برنگی جھنڈیوں سے خوب سجایا گیا۔ اور ایک وسیع پنڈال تیار کیا گیا۔ حاضرین جلسہ کی ہر قسم کی سہولت کا خاص خیال رکھا گیا۔ اور ان کی نشستگاہوں اور سواریوں وغیرہ کی حفاظت کا خاطر خواہ بندوبست تھا۔ لاؤڈ سپیکر کا تسلی بخش انتظام تھا۔ مورخہ یکم مئی ۱۹۶۰ء زیر صدارت سردار فضل حق خانصاحب ریٹائرڈ سشن جج جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ سب سے پہلے حکیم محمد الدین صاحب مبلغ انچارج حیدرآباد نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ اور مکرم منصور احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا۔ اور جناب محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ حیدرآباد نے مختصر طور پر جلسہ کی غرض و غایت اور اس میں شمولیت کے فوائد بیان کئے۔ اور حاضرین جلسہ سے پوری توجہ اور دلچسپی کے ساتھ جلسہ کی کارروائی سماعت فرمانے کی درخواست کی۔

اس کے بعد مکرم حکیم محمد الدین صاحب مبلغ انچارج حیدرآباد نے آدھ گھنٹہ تک ذکر حبیب کے عنوان پر بیان فرمایا۔ جو سامعین کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوئے اور غیراز جماعت لوگوں کے لئے خاص توجہ اور دلچسپی کا موجب ہے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راست بازی۔ توکل علی اللہ۔ تقدیم الدین علی الدنیا۔ محبت اسلام ... اسلام اور بانی اسلام پر نذاہب کے متعدد واقعات بیان کئے۔ دوسرے نمبر پر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ مدراس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق آنحضرت سے کے عنوان پر تقریر فرمائی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام سے متعدد حوالے پڑھ کر سنائے اور دکھایا کہ حضرت رسول کریم کے ساتھ عشق و محبت کے میدان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یکتا ہیں۔ اور آپ نے اسلام اور بانی اسلام اور قرآن مجید کی وہ خدمت کی جو ۱۴ سو سال میں اس کی نظیر نہیں ملتی یہ مضمون چونکہ نہایت لطیف تھا اس لئے سامعین پر آپ کی تقریر کا اچھا اثر ہوا۔

تیسری تقریر مکرم مولوی محمد سلیم صاحب مبلغ انچارج دہلی نے اسلام اور کمیونزم کے موضوع پر نہایت ہی دلچسپ اور دلآویز پیرایہ میں فرمائی آپ نے عام فہم رنگ میں کمیونزم کے محاسن و معائب کا تذکرہ فرمایا اور بتلایا کہ کمیونزم کی تعلیم بمصداق "دور کے ڈھول سہانے" اس وقت تک خوش آئند معلوم ہوتی ہے۔ جب تک کہ اس کا تجربہ نہ کیا جائے لیکن غائر نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد یہ پتہ چل جاتا ہے کہ یہ تحریک ہندوستان کی مذہبی فضا کے لئے زہر قاتل کا حکم رکھتی ہے اس کے بالمقابل جب اسلام کی تعلیم کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو وہ موجودہ دور کے مشکلات و مصائب کا حل پیش کرتی ہے۔ سامعین نے بڑی دلچسپی کے ساتھ یہ تقریر سنی اور کمیونزم کے مقابلہ میں اسلامی تعلیم کی برتری اور فوقیت کا اعتراف کیا۔

آپ کے بعد مولوی سمیع اللہ صاحب قیصر مبلغ بمبئی نے "جہاد اسلامی کا صحیح تصور" کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ جس میں تاریخی واقعات اور ثبوت پیش کر کے بتلایا کہ اسلام نے کبھی بھی خونریزی اور غارتگری کی تعلیم نہیں دی۔ بلکہ ہمیشہ صلح و سلامتی کی آواز بلند کی۔ البتہ خود حفاظتی کے لئے تلوار اٹھانے کی اجازت دی ہے جو کسی طرح بھی قابل اعتراض نہیں ہو سکتی۔

دوسرا دن دوسرا اجلاس

اگلے روز مورخہ ۲ مئی کو جلسہ کا دوسرا اجلاس زیر صدارت جناب سیٹھ محمد اعظم صاحب پونے نو بجے رات شروع ہوا۔ حسب معمول تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی کی تقریر شروع ہوئی۔ آپ نے اپنی کل کی تقریر جو ادھوری رہ گئی تھی اس کی تکمیل فرمائی۔ اور امت اسلامیہ کے مختلف ادوار کا ذکر کر کے بتایا کہ صحیح اسلامی تعلیم پر چلنے والے مسلمان فاتحین نے ہمیشہ انسانیت کو ملحوظ رکھا ہے کہ ناجائز خون نہ بہایا جائے اور بدامنی پھیلائی جائے۔ بلکہ محض فتنہ و فساد کی بیخ کنی کے لئے طاقت کا استعمال کیا گیا۔ اور جونہی حالات زیر اصلاح ہوئے تلوار نیام میں رکھ دی گئی

آپ کے بعد مولوی محمد سلیم صاحب انچارج دار التبلیغ دہلی نے آنحضرت صلعم کی آخری زمانے کے متعلق پیشگوئیاں کے موضوع پر پون گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ آپ نے سورہ تکویر میں بیان شدہ تمام پیشگوئیوں کے ظہور کی تشریح فرمائی۔ اور بتایا کہ موجودہ دور کی سائنس اور علمی ترقیاں ہر دور کے بعد صداقت اسلام پر مہر ثبت کرتی ہیں۔ اور آجکل چاند یا دوسرے سیاروں تک پہنچنے کی تیاریاں دراصل اذا السماء کشطت کی عملی تفسیر ہیں۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ آنحضرت کی پیشگوئیوں میں آخری زمانہ کی تمام بدحالی۔ بالخصوص مسلمانوں کی شکستہ حالی فرقہ بندی باہمی آویزش اور نکبت کا تفصیلی ذکر موجود ہے جو بے انتہا خوفناک و مایوس کن ہے۔ لیکن ساتھ ہی مسیح و مہدی کے ظہور کی پیشگوئیاں ہماری ڈھارس بندھاتی ہیں اور یہی امید کا پیغام دیتی ہیں۔ آپ کی پیشگوئیوں کا انذاری پہلو ہم بچشم خود دیکھ چکے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ان کا تبشیری پہلو بھی پوری شان سے ظہور پذیر ہو۔ چنانچہ اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم کے ساتھ قادیان کی بستی میں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو مسیح و مہدی بنا کر بھیجا۔ جن کے ہاتھوں سے اسلام کا احیاء مقدر ہے۔ اور اہل اسلام کا کایا پلٹ کا خدائی فیصلہ ہو چکا ہے۔ مبارک ہیں وہ جو آغوش احمدیت میں آکر اپنے تئیں محفوظ کر لیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

تیسرے نمبر پر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ مدراس نے "پیغام احمدیت" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ احمدیت کا پیغام کوئی نیا پیغام نہیں ہے۔ دراصل اسلام ہی کا پیغام ہے۔ چونکہ موجودہ دور کا مسلمان عام بے اطمینانی اور ناامیدی کا شکار ہو چکا ہے۔ اور وہ اپنے درخشاں مستقبل سے مایوس نظر آتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالے نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ احمدیت کے ذریعہ امن و شانتی اور آس و امید کا پیغام دیا ہے کیونکہ ناامیدی اور مایوسی قومی ترقیات کے لئے موت کا پیغام ہیں۔ لیکن اگر امید قائم رہے تو خاک افتادہ قومیں اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ اور کامیابی اور کامرانی حاصل کر سکتی ہیں۔ مزید برآں احمدیت نے مسلمانوں کے موجودہ غلط اور معتز عقائد کی اصلاح فرمائی ہے۔ اہل اسلام کو چاہیئے کہ ٹھنڈے دل سے اس پیغام پر غور کریں اور احمدیت کا مطالعہ کر کے اللہ و رسول کی خوشنودی حاصل کریں۔

آخر میں صدر محترم نے دعا کے بعد جلسہ کے برخواست کئے جانے کا اعلان کیا۔

مرتبہ خاکسار محمد صادق قائد مجلس
خدام الاحمدیہ حیدرآباد دکن

جماعت احمدیہ ظہیرآباد کا جلسہ سالانہ

مورخہ ۳۰ کو ہمارا قافلہ حیدرآباد سے بذریعہ کار ظہیرآباد کے لئے روانہ ہوا۔ اس قافلے میں مندرجہ ذیل مبلغین شامل تھے۔ (۱) مکرم مولانا مولوی محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ دہلی (۲) مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ مدراس (۳) مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ۔ مکرم جناب محمد کریم اللہ صاحب نوجوان ایڈیٹر اخبار آزاد نوجوان مدراس۔ مولوی فیض احمد صاحب مبلغ یادگیر اور خاکسار حکیم محمد دین مبلغ حیدرآباد۔ یہ قافلہ شام کے سات بجے کے قریب منزل مقصود پر پہنچا۔ اسی روز ۹ بجے رات کو ظہیرآباد کے سالانہ جلسے کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ مکرم جناب سیٹھ محمد اسماعیل صاحب چینتہ کنٹہ نے صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔

حسب دستور تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد جلسہ کا آغاز ہوا۔ مولوی فیض احمد صاحب مبلغ یادگیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر تقریر کی

اور بتایا کہ حضور صلعم کا توکل - خدا شناسی ہمدردی خلق - ایثار قربانی اور صبر و تحمل وہ صفات حسنہ ہیں جن کا جواب نہیں - ہمیں چاہیئے کہ حضور کے نقش قدم پہ چلنے کی کوشش کریں - ازاں بعد مکرم نوجوان صاحب نے رحمت العالمین کے موضوع پر دلولہ انگیز تقریر کی - موصوف نے خلاف معمول انگریزی کے بجائے آج اردو میں تقریر کی - اور فیضان رسالت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی - اور اسباب پر زور دیا کہ آنحضرت صلعم کے فیوض و برکات کا سلسلہ منور جاری ہے اور تا ابد جاری رہے گا - آپ کے بعد مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی نے حالات حاضرہ پہ تقریر فرمائی اور تفصیل کے ساتھ بتایا - کہ موجودہ زمانہ میں ہر طرف لادینی اور لامذہبیت پھیلی ہوئی ہے - اور اسلام نرغۂ اعداء میں گھرا ہوا ہے - ضروری تھا کہ ایسے موقعہ پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے حفاظت اسلام کا کوئی سامان ہوتا - چنانچہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کر کے اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے - اور آج احمدیت تمام دنیا میں پرچم اسلام لہرا رہی ہے اور خدا کے فضل سے یہ دین باقی تمام دینوں پر غالب آ رہا ہے - آپ کی تقریر کے بعد محمد اللہ صدر جلسہ کی صدارتی تقریر کے بعد دعا پر یہ اجلاس برخاست ہوا -

دوسرا اجلاس

اگلے دن یعنی ۲۵ کو رات کے ساڑھے آٹھ بجے دوسرا اجلاس منعقد ہوا - مکرم کریم اللہ صاحب نوجوان ایڈیٹر آزاد نوجوان مدراس نے صدارت کی - ناصر احمد صاحب ظہیر آبادی نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور محمد اسحاق صاحب حیدر آبادی نے درثمین سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا - ازاں بعد خاکسار حکیم محمد دین مبلغ حیدر آباد نے پیشگوئی دربارہ مصلح موعود پر تقریر کی اور بتایا کہ یہ پیشگوئی اسلام اور احمدیت کی سچائی کا نشان ہے - اس پیشگوئی ... مطابق حضرت ... ... بیان کی گئی ... ہے - اس پیشگوئی کے مطابق حضرت امام جماعت احمدیہ کی پرشکوہ شخصیت جس کے ہاتھوں پر اشاعت اسلام و احمدیت کا شاندار کام مقدر ہے - اسلام کے زندہ مذہب ہونے پر زندہ گواہ ہے - اس سلسلہ میں احمدیت کے پھیلاؤ اور خدمات دینیہ کی تفصیل بیان کی

گئی - اس کے بعد مکرم مولانا ... صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ دہلی نے حسب استدعا ختم نبوت کے موضوع پر نہایت دلآویز اور مؤثر تقریر فرمائی جس میں اس مضمون کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی - اور عام فہم رنگ میں احمدیہ نقطۂ نگاہ کی برتری ثابت کی - اور ایسا سماں بندھا کہ غیر از جماعت کے دل بھی پکار اٹھے کہ جس رنگ میں احمدیہ جماعت ختم نبوت کو پیش کرتی ہے - درحقیقت وہی اسلام اور بانی اسلام کی عظمت اور بزرگی کا موجب ہے - آپ کے بعد مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس کی تقریر ہوئی - آپ نے اپنی تقریر میں اللہ تعالےٰ کے اسماء اسلامی تصور اور باقی دینوں پر دین اسلام کی بزرگی ثابت کی اور بتایا کہ از روئے قرآن مجید اور آنحضرت صلعم کی پیروی تمام قسم کے کمالات بخشتی ہے - حتیٰ کہ آپ کی توجہ روحانی فی الواقع نبی تراش ہے اور آپ کے بغیر روحانیت کا کوئی مرتبہ بھی میسر نہیں آسکتا - جا بجا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا - جو سامعین کے لئے بہت کشش اور دلچسپی کا موجب ہوا - آپ کے بعد صدر محترم نے صدارتی تقریر فرمائی اور دعا پر جلسہ برخاست ہوا -

جلسہ کی کامیابی

یہ جلسہ بالخصوص دوسرے دن کا اجلاس نہایت کامیاب رہا - مقامی غیر از جماعت مرد و زن بڑی تعداد میں شریک جلسہ ہوئے - اور بڑی دلچسپی اور سکون کے ساتھ تقاریر سنتے رہے اور خدا تعالےٰ کے فضل سے بڑا اثر لے کر گئے - لاؤڈ سپیکر کا انتظام بہت اچھا تھا - مقامی جماعت احمدیہ کے احباب اپنی مہمان نوازی اور خاطر و مدارات کے لئے شکریہ کے مستحق ہیں -

ظہیر آباد کے ایک غیر احمدی بزرگ جو ایک دینی مدرسہ کے بانی اور مہتمم ہیں اور شہر اور اردگرد بڑا اثر و رسوخ رکھتے ہیں اور حیدر فری ... سے تعلق رکھتے ہیں - بڑی محبت و عقیدت سے پیش آئے - مبلغین سے ملے - اور بہت سے آم بطور تحفہ پیش کئے - نیز جلسہ میں مبلغین کو پہنانے کے لئے پھولوں کے ہار لائے - غرض ہر رنگ میں عقیدت و اخلاص کا قابل تعریف اظہار فرمایا - جزاہ اللہ احسن الجزا

اس جلسہ کے تمام انتظامات مکرم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب ... کی طرف سے کئے گئے تھے - آپ نے اپنی تین موٹریں اور اپنا لاؤڈ سپیکر اس جلسے کے لئے وقف رکھا اور جلسے کے تمام اخراجات بخوشی و رغبت برداشت کئے - اللہ تعالےٰ آپ کو نیک جزا عطا فرمائے - اور آپ کے کاروبار میں برکت ڈالے - (آمین)

ظہیر آباد تقریباً حیدر آباد سے ستر میل دور ہے - پھر بھی حیدر آباد کے مبلغ بشمول خدام وغیرہم بڑے ذوق و شوق کے ساتھ اس جلسہ میں شامل ہوئے اور اس طرح اس کی رونق کو بڑھاتے

رہے - ... فجزاہم اللہ احسن الجزا

خاکسار حکیم محمد دین

مبلغ حیدر آباد دکن

وصیّت

ایک ضروری تحریک

صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اپنے ایک ریزولیوشن کے ذریعہ فیصلہ فرمایا ہے کہ -

"عہدیداران جماعت اور مبلغین کے ذریعہ سے وصیت کی تحریک کو تیز کیا جائے اور اخبار میں اعلان کر کے سال میں ایک ہفتہ وصیت منایا جائے اور جو مبلغ یا عہدیدار سال میں دس یا اس سے زائد وصیتیں کرائے انکے نام مع کارکردگی کے طور پر اخبار میں شائع کئے جائیں اور انہیں انجمن کی طرف سے خوشنودی کا سرٹیفکیٹ بھی دیا جائے"

اس فیصلہ کی تعمیل میں جملہ عہدیداران جماعت اور مبلغین کرام سے گذارش کی جاتی ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں اور حلقہ جات میں وصیت کی تحریک کو تیز کرنیکی سعی فرمائیں اور کوشش فرمائیں کہ ایک سال کے عرصہ میں ہر عہدیدار اور مبلغ کم از کم دس یا اس سے بھی زیادہ نئی وصیتیں کرائے - علاوہ مندرجہ بالا فیصلہ کے ایسے عہدیداران اور مبلغین کے اسماء دفتر کی طرف سے سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں دعا کے لئے بھی پیش کئے جائیں گے -

صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال یکم مئی ۱۹۶۰ء تا ۳۰ اپریل ۱۹۶۱ء مقرر ہوگا - ہفتہ وصیت منائے جانے کا اعلان بعد میں بذریعہ اخبار کیا جائے گا - عہدیداران اور مبلغین کرام اپنے ذریعہ کرائی گئی وصایا کا ریکارڈ دفتر میں بھجوایا کرتے رہیں - اللہ تعالےٰ ذمہ دار احباب کو اسکی توفیق عطا فرمائے اور انکے کام میں برکت دے - آمین

خاکسار محمد عبد اللہ سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان

اخبار احمدیہ (بقیہ صفحہ ۱)

محترم امیر صاحب مقامی (کیمبل پور) موصوف کے تازہ مکتوب سے معلوم ہوا ہے کہ صاحبزادہ صاحب (آنریبل) بیگم صاحبہ تدرے علیل ہیں - احباب ہر دو کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں - اللہ تعالےٰ سفر و حضر میں سب کا حامی و ناصر ہو اور بسلامت واپس دار الامان لائے - آمین

امتحان میں نمایاں کامیابی اور درخواست دعا

حیدر آباد دکن ۱۷ مئی - یہاں اخبارات میں عثمانیہ یونیورسٹی کے بی ایڈ (B.Ed) کے نتائج شائع ہوئے ہیں ہماری احمدیہ جماعت کی ایک لڑکی مس متبول بی صاحبہ بنت محمد عبد الحی صاحب محمد نمبری کامیابی ہوئی ہے - آج تک موصوفہ کسی امتحان میں فیل نہیں ہوئی ماشاء اللہ خوب ذہین ہے - میٹرک بھی پہلی دفعہ ممتاز حیثیت سے کامیاب ہوئی ہیں - ایف اے میں فرسٹ - بی اے میں سیکنڈ ڈویژن میں سکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئی - اور اس سال خدا کے فضل سے بی ایڈ میں کامیاب ہو گئی

اسوقت کنیز امام اللہ کی سیکرٹری ہے - جماعتی امتحانوں میں بھی سارے ہندوستان میں اول آ چکی ہے اور حال ہی میں برکات الدعا کا جو امتحان ہوا اس میں فرسٹ ڈویژن ... سے فرسٹ بھی آئی ہیں اپنے خاندان کی لڑکی کا پہلے اب ایم - اے کی تیاری کر رہی ہیں - احباب موصوفہ کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں -

خاکسار عبد الحفیظ از حیدر آباد آندھرا پردیش -

ولادتیں

(۱) قادیان ۲۳ مئی - آج پانچ بجے شام مکرم ممتاز احمد صاحب ہاشمی درویش قادیان کے ہاں لڑکا تولد ہوا - احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ عزیز نومولود کو لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے - آمین

(۲) قادیان ۲۴ مئی - آج ساڑھے چھ بجے شام چوہدری سعید احمد صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ کے ہاں پانچویں بچی تولد ہوئی اللہ تعالےٰ عزیزہ نومولودہ کو نیک صالحہ اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے - آمین -

عثمان آباد کی جامع مسجد میں تقاریر

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن ۔ بمبئی

حیدرآباد کے جلسوں سے فارغ ہو کر میں ۱۷ رمئی کو عثمان آباد پہنچا۔ سید عبد المجید و سید عبد الہادی صاحبان اپنے چند غیر احمدی رفقاء کے ساتھ مجھ کو لینے بس اسٹینڈ پر آئے ہوئے تھے۔

شام کو مجھے چند اشتہارات دکھائے گئے۔ جن میں قاضی شہر سید عبد المجیب صاحب کی طرف سے جامع مسجد عثمان آباد میں میری دو تقریروں کا اعلان تھا پہلی تقریر بعد نماز جمعہ اور دوسری بعد نماز عشاء۔

قبول احمدیت کے بعد یہ پہلا موقعہ تھا کہ غیر احمدیوں کی جامع مسجد میں مجھے تقریر کرنے کا موقعہ ملا۔

میں نے حسب اعلان پہلی تقریر بعد نماز جمعہ جامع مسجد عثمان آباد میں کی۔ میں جب اپنے احمدی دوست اور میزبان سید عبد المجید صاحب کے گھر پر نماز جمعہ ادا کر کے مسجد جامع آیا تو دیکھا کہ لوگ تقریر کے اشتیاق میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے اس وقت ایک مختصر سی تقریر کی۔ اس کا عنوان تھا "سائنس کا حملہ اسلام پر" یہ تقریر ایک متن کی حیثیت رکھتی تھی۔ رات بعد نماز عشاء اس متن کی شرح ڈیڑھ گھنٹہ تک کی۔ حاضرین میں ہر مکتب فکر کے معزز اشخاص تھے۔ مہدوی۔ دیندار اور سنی وغیرہ۔ عثمان آباد میں مشائخ کا غلبہ ہے۔ عموماً وہاں کی مجلسوں میں تصوف اور وہابیت کے چرچے ہوتے ہیں۔ مگر میری تقریر حالات حاضرہ کے مطابق تھی جس میں ان لوگوں کے لئے حیرت کے ساتھ دلچسپی کا سامان بھی تھا۔ اس تقریر کا شہر میں بہت چرچا ہوا۔ اور صبح چند آزاد خیال لوگ مجھ سے اس موضوع پر تبادلہ خیالات کے لئے آئے۔ ان میں جناب عبد العزیز صاحب اے۔ ڈی سی۔ اور مولوی عبد اللہ صاحب حیدرآبادی مشائخ کے نواسے سب سے زیادہ قابل ذکر ہیں۔

دوسرے دن مکرم سید عبد المجید صاحب نے ایک تبلیغی پارٹی دی۔ تیس چالیس معزز غیر احمدیوں کو مدعو کیا گیا۔ اس تقریب کے لئے ایک کھلے میدان کا انتخاب کیا گیا تھا۔ مگر عثمان آباد میں میرے آنے کے ساتھ بارش شروع ہو گئی تھی۔ اور اس وقت تو گھٹا ذرا جھوم کے برسی۔ اس لئے مدعو حضرات کو سید عبد المجید صاحب کے دیوان خانہ میں ہی سمانا پڑا۔ اس تقریب میں ایک غیر احمدی دوست نے اہالیان عثمان آباد کی طرف سے مجھے پھولوں کا ایک خوشنما ہار پیش کیا۔ میں نے اس مجلس میں مدعو حضرات کے سامنے "پیغام احمدیت" پیش کیا۔ اور یہ درخواست کی کہ وہ احمدی بن کر اس کار خیر میں حصہ لیں۔ جو سے اس وقت جماعت احمدیہ بجا لا رہی ہے۔ تقریر کے بعد حاضرین کی خدمت میں چائے پیش کی گئی اور ہر شخص کو جماعت احمدیہ کا کوئی سا لٹریچر مطالعہ کے لئے "ہدیۃً" دیا گیا۔

اس مجلس میں ایک غیر احمدی دوست نے "تصور فلک" پر بحث کا آغاز کیا۔ میں نے اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے یونانیوں اور مسلمان فلسفیوں کا تصور افلاک پیش کیا۔ پھر آسمان اور سیاروں کے متعلق موجودہ تحقیق پیش کی۔ اور اس امر کی وضاحت کر دینے کے بعد قرآن مجید کوئی "کتاب سائنس" نہیں۔ پھر بھی سیاروں کے متعلق اس کا کیا کہنا کہ "کل فی فلک یسبحون" کیسے واضح انداز میں حقیقت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

پھر کشش ثقل کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا۔ میں نے مسلمان فلسفی۔ مولانا رومی اور جدید سائنس دانوں کے علاوہ آئنسٹائن کا نظریہ بھی پیش کیا۔ خدا کے فضل سے یہ مجلس بھی بہت کامیاب رہی۔ اور ان لوگوں نے اقرار کیا کہ واقعی اس وقت جماعت احمدیہ ہی اسلام کی طرف سے وکالت کرنے کا حق رکھتی ہے۔

میں عثمان آباد میں بعض غیر احمدی شخصیتوں سے بہت محظوظ ہوا۔ جیسے سید حمید اللہ صاحب عرف حمزہ اور قاضی عبد المجیب صاحب وغیرہ۔ سید صاحب موصوف تو احمدی نہ ہونے کے باوجود ہر مجلس و محفل میں احمدیت کی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ ان کا یہ جوش تبلیغ اتنا بڑھا ہوا ہے کہ ہم لوگوں کے لئے بھی قابل رشک ہے۔ بعض اور ہستیاں جن کی شبیہ آنکھوں کے سامنے ہے۔ مگر نام ذہن سے اتر گیا ہے۔ اکثر اوقات میرے ساتھ رہیں۔

میں نے عثمان آباد کے قومی لیڈر شری نرسنگھ راؤ سے بھی ان کے دولت کدہ پر ملاقات کی۔ وہ نہایت اخلاق و مروت سے پیش آئے۔ اور گھنٹوں نیم سیاسی و نیم مذہبی گفتگو کرتے رہے۔ ان کی خواہش تھی کہ اس موقعہ پر ایک جلسہ یوم "مہاراشٹر" کے نام سے بھی ہو جائے۔ اور سیواجی مہاراج اور مسلمانوں کے تعلقات کا جو خوشگوار حصہ ہے۔ وہ بیان کیا جائے۔ مگر افسوس کہ اس جلسہ کا بندوبست نہیں ہو سکا۔

سید عبد الہادی اور سید عبد المجید صاحبان کے ساتھ میں خواجہ شمس الدین غازی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی حاضر ہوا۔ آپ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء کے مرید اور علاقہ دکن کے ایک جلیل القدر بزرگ ہیں۔

مجھے اب بمبئی چھوڑے اُنیس دن گذر چکے تھے۔ اپنے مرکز سے زیادہ دن غائب رہنا نامناسب معلوم ہو رہا تھا۔ اس لئے عثمان آباد کا پروگرام تشنہ چھوڑ کر بمبئی آ گیا۔ البتہ عثمان آباد اور اس کے اضلاع کی اہمیت کے پیش نظر ارادہ ہے کہ اگر مرکز نے اجازت دی تو برسات بعد اس علاقہ کا ایک دورہ کروں گا۔ یہ علاقہ پہلے ریاست حیدرآباد کا ایک حصہ تھا۔ یہاں کی تہذیب۔ لوگوں کا مزاج اور طرز فکر ہر امر کے گہرے مطالعہ کی ضرورت ہے۔

عثمان آباد کے اس دورہ کی یہ خصوصیت ہے کہ میں جب تک وہاں رہا دو چار غیر احمدی احباب میرے پاس بیٹھے ہی رہے۔ اور مختلف موضوعوں پر باتیں ہوتی رہیں۔ ایسی صحبت کا ہے کو ہے میسر آتی ہے۔ اور بہت دنوں تک یاد رہتی ہے۔ سید عبد الہادی صاحب اور عثمان آبادی کی بزرگانہ شفقت ہمیشہ یاد آتی رہے گی۔ عثمان آباد آنے کی دعوت انہیں کی طرف سے موصول ہوئی تھی۔ آپ ہمیشہ نہایت اخلاص و خاموشی سے تبلیغ احمدیت میں لگے رہتے ہیں۔

سید عبد المجید صاحب احمدی جواب میں مکہ فت پذیر ہو گئے ہیں میرے میزبان تھے۔ میں ان کا اور ان کے اہل و عیال کا شکر گذار ہوں جو مجھے راحت و آرام پہنچانے کے لئے خود تکلیف اٹھاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

خلافت اسلامی کا احیاء (بقیہ صفحہ ۳)

حکومتوں کے ماتحت فرعون مصر پر تباہی و بربادی لانے والے موسیٰ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ کو خود فرعون کے گھر میں پروان چڑھایا۔ بعینہٖ آخری زمانہ میں دجال کا قاتل بھی انہی کی حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھا۔ اور دجال کا دبا ہیں کے بجز دغا میں دجال کے قتل ہونے کے سامان مکمل ہوئے۔

بلاشبہ لندن ٹائمز کے نمائندہ کو اس وقت ترکی میں اسلام کی طرف غیر معمولی توجہ سے اسلام کے جی اُٹھنے کا وہم سا کہ اخبار پرتاپ ۲۳ سن ۳۰ کے شمارہ میں عنوان سے اپنا مقالہ شائع کیا تھا) خطرہ (؟) نظر آ رہا ہے۔ حالانکہ نہ صرف ترکی بلکہ سارا اسلامی دنیا میں اس وقت اسلام کی طرف زیادہ سے زیادہ رغبت اور توجہ اُسی آسمانی فیصلہ کا لازمی نتیجہ ہے جو اسلام کے احیاء کے لئے قادیان کی سرزمین کو مرکز بنا کر جاری کیا گیا۔ اور آج ایک دنیا احمدیہ جماعت کی ان مخلصانہ مساعی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے۔ اور یہ [illegible] اور ناقابل تردید حقائق اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ قادیان کی سرزمین سے خلافت اسلامی کا احیاء ہوا۔ اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل کامل کے وصال کے بعد جو سلسلہ خلافت جاری ہوا اُس کے ذریعہ نبوت اور رحمانیت اور اشاعت اسلام کا وہ کام جاری ہوا جس کے لئے خود دوسرے مسلمان جو اس مقدس اور برگزیدہ جماعت سے وابستہ نہیں ترس رہے ہیں۔ اور آج جبکہ ہر قسم کے الحادی فتنے پورے زور کے ساتھ اسلام پر حملہ آور ہو رہے ہیں ان کی فتنہ سامانیوں کو دیکھ کر ایسے لوگوں کے ہاتھ پیر پھول رہے ہیں جیسا کہ مولانا ابو الحسن علی صاحب ندوی کے مقالات "نیا طوفان اور اس کا مقابلہ" اور "ردۃ ولا ابا بکر لہا" اس پر شاہد ہیں اور عجب تر یہ کہ ایسے زوردار مضمون بھی عامۃ المسلمین کی طرف سے بہرے کانوں سنے گئے اور ان میں کوئی قابل ذکر حرکت پیدا نہ ہوئی۔

اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ خلافت کے زیر سایہ دلائل و براہین کی تلوار سے تمام باطل قوتوں سے نبرد آزما ہے اور اپنے محبوب امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کے سینکڑوں نوجوان خدمت دین کیلئے زندگیاں وقف کر کے غیر ممالک میں جہاد کبیر میں مصروف ہیں۔ اور جماعت کے دوسرے افراد اپنی قربانیوں کے ساتھ مجاہدین کے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ان سب کی شبانہ روز مجموعی کوششیں بار آور ہو کر دجالی قوتیں میدان چھوڑ رہی ہیں اور لوگوں پر آہستہ آہستہ حق آشکارا ہو رہا ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جبکہ خلافت احمدیہ

۲۲- احمدیہ کی جدوجہد سے ایک دنیا حق کی طرف رجوع کرے گی۔ اور محمد رسول اللہ کا جھنڈا زمین کے چپہ چپہ پر گاڑ دیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

خبریں

کھٹمنڈو ۲۴ مئی۔ آچاریہ ونوبا بھاوے کے سامنے ہتھیار ڈالنے والے ۱۹ ڈاکوؤں میں سے جن ۱۸ ڈاکوؤں کو پولیس نے کل گرفتار کر کے جیل بھیجا تھا آج بھنڈ کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے انہیں جوڈیشل حوالات میں رکھے جانے کے لئے ریمانڈ دے دیا۔ وہ تب تک جوڈیشل حوالات میں رہیں گے جب تک تفتیش مکمل نہیں ہو جاتی۔ اور ابتدائی کیس تیار نہیں ہو جاتا۔ ان ڈاکوؤں کو کل رات پولیس کے حوالے کیا گیا تھا۔

نئی دہلی ۲۳ مئی۔ وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے بتایا ہے کہ بھارت کو چوٹی کانفرنس کی ناکامی کے متعلق صدر آئیزن ہاور کا ایک مراسلہ موصول ہوا ہے۔ اور یہ مراسلہ وزیر اعظم شری نہرو کو جو استنبول میں ہیں بھیجدیا گیا ہے۔ واشنگٹن کی اطلاع کے مطابق صدر آئیزن ہاور نے چوٹی کانفرنس کے متعلق ۸۰ ملکوں کے سربراہوں کو مراسلے بھیجے تھے۔

لاہور ۲۳ مئی۔ رستم زماں گاماں پہلوان آج صبح لاہور میں حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئے۔ انہیں کل شام دل کا دورہ پڑا تھا۔ اور وہ آج انتقال کر گئے۔

انہوں نے ۱۹۱۰ء میں متحدہ ہندوستان میں دنیا بھر کے پہلوانوں کو پچھاڑ کر رستم زماں کا اعزاز حاصل کیا تھا۔ ان کی عمر اس وقت قریباً ۸۰ سال تھی۔ وہ کچھ عرصہ سے نہایت کمزور ہو گئے تھے۔ حتیٰ کہ وہ چارپائی سے اٹھنے کے بھی قابل نہ رہے تھے تقسیم ہندوستان کے بعد گاما پہلوان پاکستان چلے گئے تھے۔

سانتیاگو (چلی) ۲۴ مئی۔ جنوبی چلی میں کل ایک اور زلزلہ آیا جس میں ۳۲ اشخاص ہلاک ہو گئے۔ دو دنوں میں یہ دوسرا زلزلہ تھا۔ پہلے زلزلہ میں ۲۵ اشخاص ہلاک ہو گئے تھے۔ زلزلہ ریکارڈ کرنے والے محکمہ نے وارننگ دی ہے کہ جنوبی اور وسطی چلی میں مزید زلزلہ آنے کا خطرہ ہے۔ ذرائع پیغام رسانی مسدود ہو چکے ہیں۔ اس لئے زلزلہ زدہ علاقوں میں لوگوں کی حالت زار کے متعلق بہت کم خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ تاہم اندازہ ہے کہ ۷۵ ہزار مربع میل علاقہ پر زلزلہ کا اثر پڑا ہے۔ زلزلہ سے سب سے زیادہ تباہی سمٹ آف

کنسیپشن میں ہوئی۔ جہاں ایک سو سے زائد افراد ہلاک ہوئے۔ زلزلوں کے بعد بحر الکاہل میں زبردست سمندری لہریں اٹھیں جو ساحلی علاقہ سے ٹکرائیں چلی کے لوگ مرنے والی ساحلی مقام پیرٹو مونٹ میں سمندری لہروں کے حملہ سے ساٹھ فیصدی عمارتیں تباہ ہو گئیں۔

مدراس ۲۳ مئی۔ سوتنتر پارٹی کے لیڈر شری راجگوپال آچاریہ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ چوٹی کانفرنس کے ناکام رہنے کے نتیجہ کے طور پر بھارت ایک مشکل پوزیشن میں پھنس گیا ہے۔ کیونکہ روس اور امریکہ دونوں ہماری ملاقاتیں پیش کر رہے ہیں کہ بھارت ان کے مخالف ملک کے ساتھ ہے۔ اگرچہ وہ ایسا منہ سے نہیں کہہ رہے لیکن یہ ضرور محسوس کر رہے ہیں کہ بھارت ان کے ساتھ نہیں۔ اور دونوں ہی یہ امید رکھتے ہیں کہ بھارت ان کا دوست بنا رہے گا۔ ایسے حالات میں ہمارے سامنے ہی ایک راستہ رہ جاتا ہے کہ ہم اپنے ضمیر کے مطابق جو بات بھی اچھی سمجھیں وہی کریں۔ راجہ جی نے جو کہ ایک جہاندیدہ سیاستدان ہیں یہ بھی پیشگوئی کی کہ عین ممکن ہے کہ نئی عالمی جنگ جلد شروع ہو جائے گی۔ چنانچہ آپ نے کہا کہ اگرچہ میں کافی بوڑھا ہو گیا ہوں لیکن پھر بھی میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آئندہ جنگ میں اپنی زندگی میں ہی آنکھوں سے دیکھ سکوں گا۔ لیکن پھر بھی میری یہ پرارتھنا ہے کہ یہ جنگ کبھی نہ ہو۔ کیونکہ یہ جنگ سخت تباہ کن ہوگی۔ آپ نے مزید کہا کہ آج ساری دنیا پر دہشت پھیلی ہوئی ہے آج سے چند روز پیشتر پاکستان امریکہ کا ساتھی بن کر خوش تھا۔ مگر جس دن سے ... روس میں گر کے جانے والے امریکی جہاز کے متعلق یہ پتہ چلا ہے کہ ہوائی جہاز پشاور سے اڑا تھا۔ اسی دن سے پاکستان کو بھاری تشویش لاحق ہو گئی ہے۔ آخر میں آپ نے کہا کہ اگر جنگ شروع ہوئی تو خواہ بھارت اس میں حصہ

لے یا نہ لے ہم اس کے تاثرات سے نہیں بچ سکتے۔

لندن ۲۳ مئی۔ برطانیہ کے دفتر خارجہ نے اعلان کیا ہے کہ مسٹر سیلون لائیڈ وزیر خارجہ برطانیہ سیکیورٹی کونسل کی آج کی میٹنگ میں شامل ہو رہے ہیں جس میں امریکہ کے خلاف روس کی شکایت پر غور کیا جا رہا ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ روس نے امریکہ کے جاسوس ہوائی جہاز یو ٹو کی پرواز کے بارے میں امریکہ کے خلاف جارحانہ کارروائیاں کرنے کی شکایت کی ہے۔ اور اس شکایت پر آج سیکیورٹی کونسل میں غور ہونے والا ہے۔

یوم مہاراشٹر پر

گورنر بمبئی۔ وزیر اعلیٰ اور وزیر مالیات بمبئی کی خدمت میں

ہدیۂ تبریک اور اس کا جواب

یوم مہاراشٹر کے موقعہ پر مجھے بمبئی کی بہت سی سوسائیٹیوں اور مجلسوں کی طرف سے شرکت کے دعوت نامے موصول ہوئے تھے۔ مگر انہی دنوں حیدرآباد دکن کی جماعتیں اپنے سالانہ جلسے منعقد کر رہی تھیں اور مجھے ان میں شرکت کرنی تھی اس لئے ان دعوتوں میں شرکت نہ کر سکا جس کا مجھے افسوس ہے

لیکن بمبئی چھوڑنے سے پہلے میں نے ضروری سمجھا تھا کہ سرکاری حکام کی خدمت میں یوم مہاراشٹر کے موقعہ پر ہدیۂ تبریک پیش کر دوں۔ چنانچہ میں نے گورنر بمبئی شری پرکاش وزیر اعلیٰ مسٹر چوہان اور وزیر مالیات مسٹر S-K-Wankhede کی خدمت میں مبارکباد کے پیغام بھیجے۔ میرا پیغام یہ تھا کہ

"میں یوم مہاراشٹر کی مبارک تقریب پر اپنی اور جماعت احمدیہ بمبئی کی طرف سے آپ کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور اس نئے اسٹیٹ کی خوشحالی کی دعا کرتا ہوں۔

مہاراشٹر زندہ باد ۲۹ اپریل ۱۹۶۰ء"

اس کے جواب میں شری سری پرکاش گورنر بمبئی نے اپنے دستخط سے یہ جواب بھیجا کہ

"میں شری ایم۔ سمیع اللہ انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی کا ان کی اس مبارکباد اور نیک جذبات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو انہوں نے نئے اسٹیٹ مہاراشٹر کے مسرت خیز افتتاح کے موقعہ پر پیش کئے ہیں۔ اور ان جذبات کا نہایت گرمجوشی سے خیر مقدم کرتا ہوں جو انہوں نے ایک صحتمند اور مسرت بخش اسٹیٹ کے لئے ظاہر کیا ہے۔

(دستخط) سری پرکاش
گورنر بمبئی۔ ۲ مئی ۱۹۶۰ء"

اسی قسم کا جواب مسٹر چوہان وزیر اعلیٰ بمبئی اور مسٹر S.K. Wankhede وزیر مالیات کی طرف سے بھی موصول ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحیح معنوں میں جماعت احمدیہ بمبئی کو مہاراشٹر کی خدمت کی توفیق بخشے۔ اور اس جماعت کو مہاراشٹر کے لئے حرز جان بنائے۔ آمین۔